جن کو حاصل ذوق مطالعہ ہے
انہیں مطالعہ سے سر درد نہیں ہوتا
سلام کتابوں سے بڑھ کر
جہاں میں کوئی بھی ہمدرد نہیں ہوتا

(سلام لاجپوری)

قیمت غم حیات کی تو دام دام لے
بہار ہو کہ خزاں تو ہر اک سے کام لے

(جگر)

مطالعہ کی میز سے

قسط دوم

مؤلف
عبدالسلام ابراہیم مارویالاجپوری
خادم مسجد قبا، اسٹامفورڈ ہل، لندن

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	:	مطالعہ کی میز سے (قسط دوم)
مؤلف	:	عبدالسلام ابراہیم مارویا، لاجپوری، حال، مقیم، لندن
ناشر	:	مکتبہ سلیمانیہ، اجمیری محلّہ، لاجپور، سورت
مطبع	:	
ایڈیشن	:	اول
سن طباعت	:	
صفحات	:	۱۰۳
تعداد	:	

ملنے کے پتے

(۱) مکتبہ سلیمانیہ، اجمیری محلّہ، لاجپور، سورت۔

(۲) مدرسہ اسلامیہ صوفی باغ، سورت۔

(۳) مولانا عبداللہ انصاری، موبائل: 9898926717

(۴) صالح کتاب سینٹر، نوساری، موبائل: 9824741280

(۵) عبدالسلام لاجپوری، لندن، موبائل: 07877937731

انتساب

والد مرحوم کے نام جن کی یاد ستاتی اور محبت رلاتی رہتی ہے!

دل کی چوٹوں نے کبھی چین سے رہنے نہ دیا
جب سرد ہوا چلی میں نے تمہیں یاد کیا

عناوین	صفحہ نمبر
آغاز سخن	۱۱
زمانہ میں بہترین ہم نشین کتاب ہے	۱۵
یہ کام ضرور کیجئے	۱۵
علمی انحطاط کا ایک سبب	۱۶
ایک سبب اور بھی	۱۶
وقت انسان کا قیمتی سرمایہ ہے	۱۷
دردمندانہ گزارش	۱۸
مطالعہ کی اصل عمر	۱۸
میٹھے پھلوں کو ہمیشہ چکھتا رہے گا	۱۹
لوگوں کی ایک عادت	۱۹
اہم ملفوظ	۲۰
مطالعہ میں تنوع پیدا کیا جائے	۲۰
غصہ اور قانون	۲۱
روٹی اور سوٹی	۲۱
اول تحقیق کرلو	۲۱

مکاتیب فکر لکھنا غلط ہے	۲۲
نثر کو کیسے دلچسپ بنایا جائے	۲۳
ابہام	۲۶
بزرگ رشتوں کا امالہ جائز نہیں	۲۸
صوفیاء کی چار پیوند والی ٹوپی	۳۳
تاخیر ہو جائے تو کوئی حرج نہیں	۳۳
تکبیر تشریق سنن ونوافل کے بعد بھی پڑھنی چاہئے	۳۴
حجاج عرفات جاتے ہوئے کیا پڑھیں؟	۳۴
حمد	۳۵
دو باتوں کا ہونا ضروری ہے	۳۸
کم فہمی کی مثال	۳۸
خط میں القاب وآداب	۳۹
کلام پاک میں تکرار کیوں ہے؟	۳۹
بس پیر بن کر بیٹھ جاؤ اور......	۴۰
ایک اہم ادب	۴۰
جمع بین الصلوتین اور حضرت کی رائے	۴۳

حرمین میں نماز میں عورتوں کی شرکت کا مسئلہ	۴۴
ایمان پر مہر لگ جاتی ہے	۴۴
متفرق اشعار	۴۶
عشق نبوی کے اظہار کا ایک انوکھا طرز	۵۴
سب سے اول اور آخری کلام	۵۵
فدیہ کب دینا ہے	۵۶
ہاتھ پر بلا ٹلی گردن بچی	۵۷
مستحب کی حکمتیں اتنی ہیں تو پھر فرائض.........	۵۸
وضو کا فلسفہ	۵۹
آخر اس قمیص میں کیا تھا؟	۶۱
انمول موتی	۶۲
خاصان خدا کو عقیدت............	۶۴
بزرگوں سے استفادہ کا طریقہ	۶۴
’’کو،،اور’’کی،،کا فرق ہے	۶۵
کیا لائے ہو؟	۶۵
مکہ کے سر سے ال اٹھا کر لے جائیں اور مدینہ......	۶۵

بلبل کو بہار لے جا کر مذکر بنا دیا	۶۶
اسلام کے صرف دو تہوار ہیں	۶۶
فاعتبروا یا اولی الابصار	۶۸
محبوب نام محمد و احمد ہے	۷۰
نام محمد	۷۰
عاشق النبی	۷۱
شمس الدین جزری کا نسب نامہ	۷۱
آقا نے خود جن کا نام محمد رکھا	۷۱
حضرت جیؒ سے عقیدت	۷۲
جواب لاجواب	۷۲
جہاں بسملہ نہیں پڑھنا ہے	۷۲
جہاں بسملہ پڑھنا مکروہ ہے	۷۳
ذبح کے وقت بسملہ کا حکم	۷۳
نوٹ پر تصویر دانش انحراف دین ہے	۷۵
ملادوازدہ	۷۶
قرآن خوانی جائز ہے بشرطیکہ..........	۷۶

اندھے بھی توجہ کر ہی آتے ہیں	۷۶
دعا میں عاجزی مطلوب ہے	۷۷
موت کی خبر دینا کیسا ہے؟	۷۸
وہاٹس ایپ گروپ ایک مجلس کے حکم میں ہے	۸۱
قرأت فرض ہے سورۂ فاتحہ پڑھنا واجب ہے	۸۲
کثرت الاسماء تدل علی شرف المسمی	۸۳
دنیا میں آج دو باتوں کا چرچہ ہے	۸۳
نبی کے نام مفرد ہوئے ہیں	۸۶
ایسی مباشرت کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی اولاد.....	۸۷
مرغوں کا مدفن	۸۹
مرغ کھانے کی ہے یہی اک راہ....	۹۰
کچھ نہ پوچھو کباب کی لذت	۹۱
آگے آگے دیکھئے ملتا ہے کیا	۹۱
ہیبت حق است ایں از خلق نیست	۹۲
الفاظ کی تو تسہیل ہو سکتی ہے مگر.......	۹۲
دادا تھے اب دادہ ہو گئے	۹۳

ناگوار ہو جاتا ہے	۹۴
مسلمانوں کو جمع غائب کا صیغہ یاد ہے	۹۴
مہاجن	۹۴
کلہ سر	۹۴
روشن دماغ	۹۴
تصنیف میں تو چہرہ ایسا دلفریب اور....	۹۵
فلوس اور خلوص	۹۵
درستی ہوتی ہے درشتی نہیں ہوتی	۹۶
ناز اور نیاز	۹۶
درمیانی راستے ہی کا نام تو صراط مستقیم ہے	۹۶
درمیان میں ''ابن شجاع،، ہی رہ سکتا ہے	۹۷
داد	۹۷
پھر بھی یکسوئی نہیں ہے	۹۷
کرسی اور کس مپرسی	۹۸
ولدینا مزید	۹۸
مداصلی	۹۸

’’طحاوی،، پر حاوی ہے	۹۸
خانقاہ کوئی دوکان ہے جس کو آپ کھولیں گے	۹۹
ہم لوگ موقعین میں سے ہیں تو دستخط کر دیتے ہیں	۹۹
تبرک	۹۹
مہتمم..........	۱۰۰
متفرق اشعار	۱۰۱

آغازسخن

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمدللہ و کفی و سلام علی عبادہ الذین اصطفی!امابعد!

سرورعلم ہے کیف شراب سے بہتر

کوئی رفیق نہیں ہے کتاب سے بہتر

عربی زبان کے نامور شاعر متنبّی کے ایک شعر کا مصرع ہے ''**وخیر جلیس فی الزمان کتاب**،، زمانہ میں بہترین ہم نشین کتاب ہے،لہذا کتابوں سے محبت ہونی چاہئے،روزانہ کتاب کا کچھ نہ کچھ مطالعہ کا معمول ضرور ہونا چاہئے،مطالعہ عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی پڑھنے اور جائزہ لینے کے ہیں،مطالعہ کے ساتھ ساتھ حاصل مطالعہ کو ذہن نشین کرنے کی تدبیر بھی ضروری ہے،چونکہ علم ومعلومات کی مثال ایک شکار کی سی ہے،لہذا اسے فوراً قابو میں کرنا چاہئے،امام شافعیؒ فرماتے ہیں ۔

العلم صید والکتابہ قید   قید صیودک بالجبال الواثقة

فمن الحماقة ان تصید غزالة وتترکھا بین الخلائق طالقة

علم ایک شکار ہے اور کتابت اس کو قابو میں کرنے اور باندھنے کا نام ہے،تو اپنے شکار کو مضبوط رسیوں سے باندھے رکھ،یہ بڑی حماقت ہے کہ تو کسی ہرنی کا شکار کرلے اور اسے لوگوں کے بیچ آزاد چھوڑدے۔

علماء لکھتے ہیں کہ مطالعہ کے دوران قلم کاپی لے کر خاص خاص باتوں کو نوٹ کرنے کا اہتمام کرنا چاہئے، ورنہ بعد میں ایک چیز محسوس ہوتی ہے اور وہ نہیں ملتی ہے، اب یا تو سرے سے بات ہی ذہن سے نکل جاتی ہے یا یاد تو رہتی ہے لیکن حوالہ دماغ سے غائب ہوجاتا ہے، لہذا حاصل مطالعہ کو قلمبند کرنے کا اہتمام ہونا چاہئے۔

عربی کا مقولہ ہے ''من حفظ فر ومن کتب قر،،

جو یاد کرتا ہے اس سے وہ چیز نکل جاتی ہے اور جو لکھ لیتا ہے وہ تحریر اس کے پاس نقش (محفوظ) ہوجاتی ہے۔

حاصل مطالعہ کو قلمبند کرنا ہمارے اکابر کا شیوہ رہا ہے، حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ تحریر کرتے ہیں کہ جب سے میں نے ہوش سنبھالا کتاب ہمیشہ آنکھوں کے سامنے رہی، اور مطالعہ سب سے محبوب مشغلہ بنا، مطالعے کے دوران کوئی دلچسپ یا سبق آموز واقعہ، یا کوئی لطیف یا معلوماتی نکتہ سامنے آتا تو اسے قلمبند کرنے کی خواہش دل میں ابھرتی، اس طرح ایک ضخیم بیاض تیار ہوگئی ہے جو وقتاً فوقتاً بہت مدد دیتی ہے، میں نے یہ صرف ایک مثال لکھی ہے ورنہ اس کی سینکڑوں مثالیں ہیں، اور اس طرح کی کئی کتب منظر عام پر بھی آچکی ہے، اہل ذوق حضرات سے ان کے اسماء مخفی نہیں ہے۔

بندہ بھی اس کا اہتمام کرتا ہے کہ جب بھی مطالعہ کرتا ہوں بعد از مطالعہ

حاصل مطالعہ کو قلمبند کر لیا کرتا ہوں، اس طرح بندہ کے پاس اچھا خاصا ذخیرہ جمع ہو گیا ہے، کچھ احباب کا اصرار تھا کہ اسے کتابی شکل دیدی جائے تا کہ اس کا فائدہ عام ہو جائے، چنانچہ تعمیل حکم میں یہ حقیر سا تحفہ پیش خدمت ہے، کتاب کا نام ''مطالعہ کی میز سے،، تجویز کیا ہے۔

حضرت مولانا ابن الحسن عباسیؒ کی تحریر کا ایک اقتباس نقل کرتا ہوں جو بندہ کی اس کاوش کے حسب حال بھی ہے، اور بندے کے دلی جذبات کی صحیح ترجمانی بھی کرتا ہے، وہ اپنی تصنیف ''کتابوں کی درسگاہ میں،، کے مقدمہ میں تحریر کرتے ہیں کہ یہ کوئی تحقیقی یا فکری مضامین سے متعلق کتاب نہیں بلکہ مختلف اوقات میں مطالعہ کرتے ہوئے جو واقعات و لطائف دل کو بھائے انہیں جمع کر دیا ہے اور اس مقصد کے تحت اب اس مجموعے کو شائع کیا جا رہا ہے کہ عبوری اور ہلکے پھلکے مطالعہ کے لئے شاید یہ مفید رہے۔

انسان درحقیقت بہت خود پسند واقع ہوا ہے، وہی شعر گنگناتا اور اسی نثر پر اس کی نگاہ انتخاب ٹھہرتی ہے جس میں وہ اپنے خیالات کی تعبیر اور اپنے جذبات کی ترجمانی محسوس کرتا ہے، اس کا دامن دل اسی صدا کی طرف کھنچتا چلا جاتا ہے جو اس کے احساسات کو لفظوں کی زبان اور اس کے شعور کو اظہار و بیان عطا کرتی ہو کہ اس کو عزیز اپنا خیال اور محبت اپنے جذبے سے ہے، اور چونکہ ہر دل کا احساس اور ہر ایک کی پسند کا معیار الگ ہوتا ہے، اس لئے ضروری نہیں کہ اس میں ذکر کردہ ہر بوٹا، ہر

تراشہ اور ہر پراچہ آپ کا بھی پسندیدہ انتخاب ہو، کتاب میں بعض لطائف اور ظریفانہ باتوں کے لکھنے کا مقصد سوائے اس کے کچھ اور نہیں کہ قاری کا مطالعہ جب وہاں تک پہنچے تو اس کے چہرے پر مسکراہٹ پھیلتی چلی جائے، تفنن طبع کے لئے نظمیں اور اشعار بھی لکھ دیئے گئے ہیں۔

ایک اقتباس حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی تصنیف ''تراشے،، سے بھی نقل کئے دیتا ہوں کہ اس کتاب میں کسی ترتیب کو تلاش کرنے کی ضرورت نہیں، کیونکہ ؎

دریں کتاب پریشاں نہ بینی از ترتیب
عجب مدار کہ چوں حال من پریشاں است
اب جس کے جی میں آئے وہ پائے روشنی
ہم نے تو دل جلا کے سر عام رکھ دیا

امید ہے کہ قاری کے لئے کتاب کے مضامین خالی از فائدہ نہیں ہوں گے، ان شاء اللہ۔

طالب دعا

عبدالسلام ابراہیم مارویالاجپوری

۵ ذیقعدہ ۱۴۴۶ھ

۳ مئی ۲۰۲۵ء بروز سنیچر

زمانہ میں بہترین ہم نشین کتاب ہے

عربی زبان کے نامور شاعر متنبّی کے ایک شعر کا مصرع ہے ''وخیر جلیس فی الزمان کتاب ،،زمانہ میں بہترین ہم نشین کتاب ہے،اور یہ ایک حقیقت ہے کہ اچھی کتاب اپنے قاری کے لئے ایسے دوست کی حیثیت رکھتی ہے جو اس کو کبھی تنہائی کا احساس ہونے دیتی ہے، نہ اکتاہٹ کو اس کے قریب پھٹکنے دیتی ہے، یہ ایک ایسے ہم سفر کی مانند ہے جو اپنے ساتھی کو دور دراز کے علاقوں اور شہروں کی سیر کرا دیتی ہے، کتابوں سے وابستگی کی نعمت کا کسی کو ادراک ہو جائے تو اس کے لئے بغیر مطالعہ کے زندگی گزارنا دشوار ہو جاتا ہے، یہی اس کے دن رات کا اوڑھنا بچھونا بن جاتی ہیں، وہ اگر بیمار بھی ہوتا ہے تو کتاب ہی اس کا علاج ہوتی ہے، رنج و بے چینی کی حالت میں کتاب ہی اس کی غمخواری کا سامان فراہم کرتی ہے، مشکلات ومصائب میں بھی وہ ہی تسلی کا باعث ہوتی ہے کیونکہ کتاب ہی تو اس کے شب وروز کی دمساز وہمراز بن چکی تھی۔

یہ کام ضرور کیجئے

مطالعہ سے قبل قلم اپنے ہاتھ میں تھام لیجئے ،اور دوران مطالعہ اہم باتوں کو نشان زد کرتے جایئے، جب فارغ ہو جائیں تو ان مفید امور کو اپنی مخصوص ڈائری میں قلمبند کیجئے تا کہ مکرر تلاش کی مشقت سے محفوظ ہو جائیں۔

علمی انحطاط کا ایک سبب

عصر حاضر میں علمی انحطاط وقحط الرجال کا ایک بڑا سبب مطالعہ سے عدم مناسبت اور کم دلچسپی ہے، موبائل اور اس میں موجود بہت سے فنکشن نے بھی مطالعہ کو خاصا متاثر کیا ہے، جب کئی کئی گھنٹے باتوں میں صرف ہوں گے یا اس میں موجود پروگرام سے لطف اندوزی ہوگی، تو مطالعہ کب اور کہاں ہوگا؟

حضرت امام شافعیؒ کا ارشاد ہے کہ وہ شخص کامیاب نہیں ہے جو علم کو کاہلی اور لاپرواہی سے حاصل کرے بلکہ جو شخص نفس کی ذلت اور معاش کی تنگی کے ساتھ علم حاصل کرے گا وہ کامیاب ہوگا۔

ایک سبب اور بھی

مالی فراوانی کے سبب اس دور میں آدمی راحت طلب وسہولت پسند اور تعیش وتنعم کی طرف مائل ہوگیا ہے، اس لئے مطالعہ کو ایک بارگراں تصور کرتا ہے جس کی وجہ سے طبیعت ادھر مائل نہیں ہوتی، جبکہ بلا قربانی کے کچھ حاصل نہیں ہوتا، اسلاف کے واقعات اور کسی بھی پڑھے لکھے شخص کی روداد اور آپ بیتی سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ رتبۂ بلند پر فائز المرامی اور منصب عظیم سے سرفرازی قربانی اور محنت سے ہی حاصل ہوتی ہے ۔

مؤرخ یوں جگہ دیتا نہیں تاریخ عالم میں
بڑی قربانیوں کے بعد پیدا نام ہوتا ہے

بہر حال! اس گئے گذرے دور میں بھی مطالعہ کے شائقین اور عاشقان علم کی ایک تعداد اب بھی موجود ہے جنہیں بغیر کچھ پڑھے نہ چین آتا ہے اور نہ سکون ملتا ہے۔

وقت انسان کا قیمتی سرمایہ ہے

وقت انسان کا قیمتی سرمایہ ہے، اسے اچھے اور صالح کاموں میں صرف کرنا ایک لازمی امر ہے، اس لئے لوگوں سے بے فائدہ اور بلا ضرورت میل جول نہ رکھا جائے اس سے وقت کا بڑا نقصان ہوتا ہے۔

ضرورت ہی کے تحت لوگوں سے ملا جائے، عام حالات میں صرف علیک سلیک پر اکتفا کیا جائے، آج کل میل جول ایک عادت ہوگئی ہے، اور تعلقات وسیع کرنا ایک فیشن بن گیا ہے، تعلقات کو مختصر اور محدود کیجئے، خاص طور سے زمانہ طالب علمی میں کہ اس کے نقصانات بہت ہیں جو محتاج بیان نہیں ہیں۔

موبائل نے بھی طلبہ کو بہت متاثر کیا ہے اور ان کی تعلیم پر گہرا اثر ڈالا ہے، وہ اپنے عزیز لمحات اور قیمتی اوقات کا ایک بڑا حصہ باتوں میں صرف کر کے اسے ضائع کر دیتے ہیں اور ذرا بھی خیال نہیں آتا کہ ہم کیا کرنے آئے تھے اور کیا کر رہے ہیں؟ جگر مرادآبادی نے کیا خوب کہا ہے ؎

قیمت غم حیات کی تو دام دام لے
بہار ہو کہ خزاں تو ہر اک سے کام لے

بعض طلبہ بے جا یا ضرورت سے زیادہ سونے کے خوگر اور عادی ہوتے ہیں، خواہ رات لمبی ہو یا مختصر ان کی نیند ہی نہیں پوری ہوتی، بلکہ وہ سونے پر آتے ہیں تو سوتے ہی چلے جاتے ہیں، نہ اس کی کوئی مقدار ہے اور نہ کوئی حد و حساب جبکہ ماہرین نفسیات نے طلبہ کے لئے شب و روز میں سونے کی مقدار چھ گھنٹے بتائی ہے، عربی کا یہ مقولہ کتنا مبنی بر حقیقت اور دلکش ہے۔

اللیل طویل فلا تقصرہ بمنامک

والنھار مضیی فلا تکدرہ بآثامک

شب دراز ہے اپنے خواب غفلت سے اسے مختصر نہ کر، اور دن روشن ہے اپنے گناہوں سے اسے آلودہ نہ کر۔

دردمندانہ گزارش

یہ بھی ذہن میں رکھئے کہ انسان کا ہر لمحۂ زندگی اس کے فنا ہونے کی تمہید اور اس کے عدم کا انتباہ ہے، لہٰذا عدم و فنا طاری ہونے سے قبل فائدہ اٹھا لیجئے اور کچھ کر گذریئے، ورنہ۔

کوئی کمال نہیں آج ڈگریوں کا حصول
کمال ہے تو فقط خود کا مستند ہونا

مطالعہ کی اصل عمر

اصل مطالعہ کی عمر چالیس سال تک ہوتی ہے، اس کے بعد مصروفیات و

مشغولیات مطالعہ کا موقع نہیں دیتیں، یا وقت کم مل پاتا ہے، جسمانی قوی جواب دینے لگتے ہیں، بصارت کمزور ہو جاتی ہے اور طرح طرح کے عوارض لاحق ہونے لگتے ہیں۔

میٹھے پھلوں کو ہمیشہ چکھتا رہے گا

دوران مطالعہ قاری ایسی چیزوں کو جمع کرتا جائے جو اس کے لئے مفید ہوں اور اس کے دل و دماغ پر خوشگوار احساس چھوڑتی ہوں جیسے کوئی مؤثر واقعہ یا کوئی ایسی حکیمانہ بات جس کی اس کو تلاش تھی، یا کوئی تربیتی مواد یا اچھا اقتباس و پیراگراف یا عمدہ جملے اور مؤثر و طاقتور عبارتیں وغیرہ اس طرح آہستہ آہستہ اس کے پاس فائدہ مند عبارتوں کا ایک قیمتی خزانہ اور عمدہ ذخیرہ جمع ہوتا چلا جائے گا، پھر جب وہ اس کو جمع کر کے اس کی فہرست مرتب کر لے گا تو وہ بیش قیمت مواد اس کے پاس ایک رجسٹر میں محفوظ ہوگا، اب جب بھی اس پر نظر ڈالے گا انسیت محسوس کرے گا اور وہ باتیں یاد رہیں گی، اس طرح وہ ان میٹھے پھلوں کو ہمیشہ چکھتا رہے گا اور ان سے فیض اٹھاتا رہے گا۔

لوگوں کی ایک عادت

لوگوں کی عادت ہے کہ وہ انہیں چیزوں سے متعلق گفتگو کرتے ہیں جن کو اچھی طرح یاد کر لیتے ہیں اور انہی چیزوں کو یاد کرتے ہیں جن کو اچھی طرح لکھ لیتے ہیں۔

اہم ملفوظ

یحیی بن معین کا ملفوظ ہے کہ جو شخص حدیث طلب کر رہا ہو اس کے لئے لازم ہے کہ وہ اپنے محدث اور قلم سے ہرگز دوری نہ اختیار کرے اور جو بھی چیز اس نے سنی ہے اس میں سے کسی کو حقیر نہ سمجھے بلکہ اس کو لکھ لے اور نوٹ کر لے۔

یعنی آدمی کو صرف اپنے حفظ پر اعتماد نہیں کرنا چاہئے، علمی مسائل کو لکھ کر محفوظ کرنا چاہئے، ورنہ مرور زمانہ سے وہ ذہن سے نکل جائیں گے، اس لئے جس طرح شکاری اپنے شکار کو مضبوط رسی سے باندھ رکھتا ہے تم بھی علم کو محفوظ کرو۔

طالب علم کے لئے مناسب یہی ہے کہ وہ دوربین ہو اور لکھتا جائے کیونکہ حافظے اکثر دھوکا دے جایا کرتے ہیں، حضرت ابو ہریرۃؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں آپ سے حدیث بیان کرنے والوں میں مجھ سے آگے کوئی نہیں سوائے عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ کے اور وجہ یہ بتائی کہ وہ لکھ لیا کرتے تھے اور میں نہیں لکھا کرتا تھا (بخاری)

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ نے جو مجموعۂ احادیث تیار کیا تھا اس صحیفہ کو "الصادقة" کے نام سے جانا جاتا ہے۔

مطالعہ میں تنوع پیدا کیا جائے

مطالعہ میں تنوع پیدا کیا جائے، وہ اس طرح کہ جس کتاب کا مستقل مطالعہ کر رہے ہوں اس کو کسی اور کتاب سے بدل لیا جائے، یا موضوع تبدیل

کرلیا جائے، حضرت ابن عباسؓ کے بارے میں ذکر کیا جاتا ہے کہ وہ جب اپنی مجلس میں اکتاہٹ محسوس کرتے تو فرماتے ''شاعروں کے دیوان لے آؤ''، ان کے ذریعہ شگفتگی پیدا کر لیتے۔

غصہ اور قانون

غصہ اور قانون دونوں بڑے سمجھدار ہیں کمزور کو دبا دیتے ہیں اور طاقتور سے دب جاتے ہیں۔

روٹی اور سوٹی

امیر نے جو پکڑی ہے، کیا خوبصورت لکڑی ہے، اس لکڑی پر جو نقاشی ہے وہ غریب نے تراشی ہے، امیر کی یہ سوٹی ہے، غریب کی یہ روٹی ہے۔

اول تحقیق کرلو

حامد نے اک نبی کا قصہ مجھے سنایا
پر بات تھی کچھ ایسی مجھے یقیں نہ آیا
امی سے میں نے پوچھا ابو سے میں نے پوچھا
دادا حضور کو بھی سب واقعہ بتایا
استاذ محترم سے حاصل کی رہنمائی
اپنے امام صاحب کا در بھی کھٹکھٹایا
پھر انبیاء کے قصوں والی کتاب دیکھی

لیکن کہیں بھی ایسا قصہ کوئی نہ پایا
سمجھایا میں نے جا کر حامد کو اس کے گھر پر
یوں مت سناؤ سب کو قصہ سنا سنایا
جو واقعہ سناؤ تحقیق پہلے کرلو
یعنی سہی غلط کی تصدیق پہلے کرلو

(احمد حاطب صدیقی)

مکاتیب فکر لکھنا غلط ہے

ک،ت،ب سے بننے والے جتنے الفاظ ہیں سب کا مطلب لکھنا ہے، کتابت لکھنے کا عمل ہے، کاتب لکھنے والا ہے، مکتوب یعنی لکھی ہوئی چیز، ہمارے ہاں مکتوب سے مراد خط لیا جاتا ہے، مکاتبت کے معنی خط و کتابت ہیں، اور فقہی اصطلاح میں وہ معاہدہ جو کوئی غلام یا لونڈی ایک معینہ معاوضہ کے عوض آزادی پانے کے لئے تحریر کروائے، کتبہ بھی لکھی ہوئی چیز کو کہتے ہیں، عموماً قبر کے تعویذ کی تحریر کتبہ کہلاتی ہے، حالانکہ حکمراں سرکاری خرچ پر بنی ہوئی عمارتوں میں اپنے نام کی اور اپنے نام کو جو تختیاں نصب کرواتے ہیں ان کی تحریر بھی کتبہ ہے، مکتب کا لفظی مطلب ہے لکھنے کی جگہ، پہلے اس سے مراد درس گاہ ہوئی، پھر جب ہر مدرسہ نے مکتب فکر کی صورت اختیار کرلی، تو اس ترکیب کا اطلاق ایک خاص عقیدہ یا خاص نظریہ رکھنے والے گروہ پر بھی کیا جانے لگا، مکتب فکر کو 'مکتبۂ فکر'، لکھنا غلط ہے، مکتبہ

لکھی ہوئی چیزوں کا ذخیرہ کرنے کی جگہ یعنی کتب خانے کو کہا گیا، زمانے نے ترقی کی تو کتابوں کا اشاعت خانہ بھی مکتبہ ہو گیا، مکتوب کی جمع مکاتیب اور مکتب کی جمع مکاتب ہے، جو لوگ مکاتیب فکر لکھتے ہیں غلط کرتے ہیں، قرآن مجید میں جابجا ''کتب علیکم''، کے الفاظ ملتے ہیں جس کا لفظی ترجمہ ہے تم پر لکھدیا گیا، اصطلاحی معنی ہے تم پر فرض کردیا گیا، یا تم پر واجب کردیا گیا، جن رسولوں پر شریعت نازل کی گئی خواہ لکھی ہوئی نازل ہوئی یا بعد میں لکھ لی گئی، دونوں صورتوں میں کتاب کہی گئی، توریت، انجیل، زبور، قرآن مجید آسمان سے اتری ہوئی کتابیں ہیں۔

رقم کرنا لکھنے کے معنوں میں لیا جاتا ہے، لکھنے اور نقطے یا اعراب لگانے کو ترقیم کہتے ہیں، پہلے بے نقط اور بے اعراب لکھنے کا رواج تھا، رقم کا لفظی مطلب دھاری دار یا چتکبرا یا سیاہ وسفید ہے، ارقم ایک زہریلے چتکبرے سانپ کو کہتے ہیں، مجازی معنوں میں قلم بھی ارقم ہے، لکھنے کا عمل چتکبرا عمل ہے، سفید پر سیاہ سے لکھتے ہیں یا ایسے رنگ سے کہ قرطاس پر مرقوم الفاظ نمایاں نظر آئیں، مرقوم کا مطلب ہے لکھا ہوا، ٹانگوں پر سیاہ وسفید دھاریوں یا دھبوں والا بیل ''ثور مرقوم القوائم''، کہلاتا ہے، کسی کو کہہ مت دیجئے گا (غلطی ہائے مضامین)

نثر کو کیسے دلچسپ بنایا جائے

فقرہ لکھنا ہو یا مضمون آپ کے سامنے متبادل، مترادف اور متضاد الفاظ

پھولوں کی طرح قطار اندر قطار لہلہا رہے ہوں، جو لفظ جی کو بھائے چن لیا جائے، اگر آپ کے حضور لفظوں کے لشکر ہاتھ باندھے کھڑے ہوں اور آپ ان میں سے موزوں ترین لفظ چن کر اپنی تحریر میں سجالیں تو نثر دلچسپ ہو جائے گی، اہتمام کر کے اردو نثر میں اردو ہی کے مانوس اور مروج الفاظ لکھئے، پھر دیکھئے کہ آپ کی نثر باقی لوگوں کی بہ نسبت دل چسپ اور دل کش ہو جاتی ہے یا نہیں، اس کے بعد اگر لغت میں لپٹے الفاظ پر قم باذن اللہ پڑھ کر ان میں بھی زندگی کی روح پھونک دیں تو آپ کے ابلاغ کی مہارت اور بیان پر قدرت میں اضافہ ہو جائے گا، فصیح زبان وہ نہیں ہوتی جس کا ذخیرۂ الفاظ مسلسل گھٹتا ہی چلا جائے، فصیح زبان وہ کہلاتی ہے جس میں فقط اونٹ کے اتنے نام ہوں کہ اگر خود اونٹ سے سارے نام یاد کر لینے کو کہا جائے تو اس بوجھ سے بلبلا اٹھے۔ سوچئے تو صحیح کہ فصیح زبانوں میں الفاظ کا اتنا بڑا ڈھیر کیسے لگ گیا؟ صاحب! ایسے لگ گیا کہ کسی لفظ کو ترک نہیں کیا گیا، نسل در نسل مسلسل اور متواتر برتا گیا، ہم تو ابا، تایا، دادا، دادی، اور نانا، نانی کے برتے ہوئے الفاظ کو بھی بے رواج برتن کہہ کہہ کر کباڑ خانے میں ڈال رہے ہیں، جائزہ لیا جائے تو اردو ذخیرۂ الفاظ میں آئے دن ہونے والا اضافہ ہماری زبان کو ثروت مند سے ثروت مند بناتا چلا جا رہا ہے، مگر یہ کیا؟ ایک طرف سے مال آتا جا رہا ہے اور دوسری طرف سے جاتا جا رہا ہے، ارے صاحبو! اپنے توانا لفظوں کو سسکا سسکا کر نہ مارو تمہارے لفظ زندہ رہیں گے تو تمہاری تہذیب زندہ رہے گی۔

اپنے ہی نہیں پرائے بھی کہتے ہیں کہ اردو میٹھی زبان ہے، یہ مٹھاس اس کے ذخیرۂ الفاظ میں ہے،تو کیوں نہ میٹھی میٹھی باتیں ہوجائیں،مٹھاس کو فارسی میں شیرینی کہتے ہیں، ہمارے ہاں تو مٹھائی بھی شیرینی ہے،اردو اور فارسی میں ہر میٹھا اور پیارا شیریں ہے، گاڑھی مائع شیرینی کو زردہ کہا جاتا ہے، فارسی اور اردو کی شکر عربی کا سکر اور انگریزی کی شوگر ایک ہی شئے ہے، اللہ نہ کرے کسی کو ہو،شکر کو ہمارے ہاں کھنڈ یا کھانڈ بھی کہا جاتا ہے، ہماری کھنڈ عرب دنیا میں پہنچی تو وہاں سے عربی عبایا پہن کر اپنے آپ کو قند کہلواتی ہوئی وطن واپس لوٹی، ہم نے بھی زیرِ زمیں پنپنے والے ایک میٹھے آلو کا نام اس کے نام پر رکھ دیا، یوں آلو کے خاندان میں شکر قند یا شکر قندی کا اضافہ ہوگیا، بے روزگاری سے تنگ آ کر قندی کشتی میں سوار ہوئی اور یورپ چلی گئی، وہاں سے ٹی شرٹ پہن کر اور جینز کی پتلون کس کر اپنا نام کینڈی بتاتی ہوئی پھر درآمد ہوگئی، عربی کا الحلواء اردو میں آ کر حلوہ بنا اور حلوائیوں کے ساتھ ساتھ مولویوں میں بھی مقبول ہوگیا،عرب تو ہر میٹھی اور پیاری چیز کو حلو کہہ دیتے ہیں، ہم صرف نرم میٹھے کو حلوہ قرار دیتے ہیں، آسانی اور نرمی سے ہوجانے والا ہر کام ہمارے لئے حلوہ ہے، لیکن کراچی والوں کو دیگر سختیوں کے ساتھ ساتھ سوہن حلوے کی سختی بھی برداشت کرنی پڑتی ہے، جبکہ ملتان کا سوہن حلوہ بالکل حلوہ ہوتا ہے، ہمیں یقین ہے جب آپ اردو کے متروک الفاظ مسلسل استعمال کرنے لگیں گے تو وہ بھی حلوہ ہوجائیں گے (غلطی ہائے مضامین)

ابہام

ابہام کا مطلب ہے عدم وضاحت، عدم تعین، کسی بات کا مفہوم واضح نہ ہونا، کسی چیز کو شک شبہ میں رکھنا یا کوئی ایسی بات کہنا کہ جس سے ایک نتیجہ اخذ کرنے کے بجائے کئی نتائج نکالے جا سکتے ہوں، انگریزی میں یہی کام، ambiguit پیدا کر کے کیا جاتا ہے، جس بات سے ابہام پیدا ہو جائے وہ بات مبہم کہلاتی ہے، مبہم بات کرنے سے پورا مدعا ظاہر نہیں ہوتا۔ ناصر کاظمی کو صدمہ ہے کہ ۔

ہم کامیاب ہو کے بھی ناکام رہ گئے
اظہار کچھ ہوا بھی تو ابہام رہ گئے

جبکہ شکیب جلالی اپنے محبوب کے رویوں کو دیکھ دیکھ کر رونا پیٹنا مچائے ہوئے ہیں کہ آخر اس گڑ بڑ قسم کے تعلق کو کیا نام دیں؟

کبھی الفت سی جھلکتی ہے کبھی نفرت سی
اے تعلق ترے ابہام پہ رونا آیا

مصطفیٰ خان شیفتہ کی جس غزل کا یہ مصرع ضرب المثل بنا ہوا ہے ’’بدنام اگر ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا،، اسی غزل میں فرماتے ہیں ۔

اے اہل نظر ذرے میں پوشیدہ ہے خورشید
ایضاح سے حاصل بجز ابہام نہ ہوگا

ایضاح کا مطلب ہے وضاحت کرنا، یہ ابہام کی ضد ہے، ضد میں آ کر اس

لفظ نے بھی اپنے الف کو زیر ہی لگایا ہے۔

عربی میں ابہام کا مطلب انگوٹھا ہے، اہل عرب انگوٹھا دکھا کر ابہام کا اظہار کرتے ہوں گے، مگر اہل غرب آج کل انگوٹھا دکھا کر کسی بات کا یقین دلانے یا کسی بات کی تائید کرنے کا اظہار کرتے ہیں، سچ ہے مشرق اور مغرب ایک ہو سکتے نہیں، انگوٹھا دکھانا ''ok،، کہنے کی علامت بھی ہے یعنی ابہام دور ہو گیا، بات سمجھ میں آ گئی، حکم کی تعمیل ہو گی، قدیم رومن دور میں انگوٹھا اوپر thumbs up کر کے دکھانا موت کی علامت ہوتی تھی، اور انگوٹھا نیچے thumbs down کر کے دکھانا زندگی کی، مگر اب سب کچھ الٹ گیا ہے، ہم الٹے، بات الٹی، یار الٹا، اب انگوٹھا نیچا کر کے دکھانا غصے اور ناپسندیدگی کی علامت قرار پایا ہے اور اوپر کر کے دکھانا پسندیدگی کی، وطن عزیز اور اس کے مضافات میں انگوٹھا دائیں بائیں ہلاتے ہوئے دکھایا جاتا ہے، اسے ''ٹھینگا دکھانا،، کہتے ہیں، یہ حرکت کسی کو چڑانے یا تضحیک و حقارت کے ساتھ صاف انکار کرنے کے لئے کی جاتی ہے کہ میاں! ہم سے تمہیں کچھ نہیں ملنے والا۔

ابہام کی اصل بہیمہ ہے گائے، بھینس، بھیڑ، بکری یا دیگر چوپائے جن میں اظہار کی طاقت یا قوت گویائی نہیں ہوتی، جو اپنی بات کی کھل کر وضاحت نہیں کر سکتے، اسی وجہ سے گونگے شخص کو ''ابہم،، کہا جاتا ہے، بہیمہ کی جمع بہائم ہے، مولانا حالی اپنی مشہور مسدس ''مدو جزر اسلام،، میں دین اسلام کا تعارف کراتے ہوئے

کہتے ہیں ۔

وہ دیں جس نے اعدا کو اخواں بنایا
وحوش اور بہائم کو انساں بنایا

وحوش وحشی کی جمع ہے اس کا مطلب ہے جنگلی (غلطی ہائے مضامین،احمد حاطب صدیقی)

بزرگ رشتوں کا امالہ جائز نہیں

پاکستان کے ایک بک اڈے سے ایک تفریحی پروگرام نشر ہوتا ہے،اس پروگرام کے ایک صاحب کا مجھے صوتی پیغام ملا کہ آپ سے ایک رہنمائی چاہئے ،کل مجھے راستے میں اپنی یونیورسٹی کے ایک استاذ ملے،جلدی میں تھے،سلام دعا کے بعد صرف اتنا کہا کہ برخوردار!ایک روز میں تمہارا پروگرام دیکھ رہا تھا،اسی دن سے ذہن میں تھا کہ تم کو بتادوں بزرگ رشتوں کا امالہ جائز نہیں،بس یہ کہا اور چلے گئے،حضرت!میں کل سے اسی الجھن میں الجھا ہوا ہوں کہ امالہ کیا ہوتا ہے؟مختصراً بتا دیجئے۔

میں نے کہا کہ آپ کے استاذ بہت استاد نکلے،ایسی استادی دکھائی کہ آپ کے ساتھ ہمیں بھی الجھن میں ڈال گئے،الجھن یہ ہے کہ اس سوال کا جواب آسان ہے نہ مختصر،صاحب! امالہ کے لغوی معنی ہیں مائل کرنا،متوجہ کرنا،آمادہ کرنا،رغبت دلانا،میلان رکھنا یا جھکاؤ پیدا کرنا،مگر آپ کو جو معنی درکار ہیں وہ اس

لفظ کے لغوی معنی نہیں اصطلاحی معنی ہیں، اصطلاحا امالہ کے معنی ہیں فتحہ کا کسرہ کی طرف مائل کرنا، زبر کو خفیف سے (یعنی ہلکے سے) زیر کی طرف لے جانا، الف کو ے سے بدلنا، وغیرہ وغیرہ تفصیل اس اختصار کی طویل ہے۔

مختصراً یوں سمجھئے کہ کوئی ایسا اسم جس کے آخر میں الف آتا ہو یا ''ہ،، جب اس اسم کے بعد حروف ربط ''نے،، سے،، پر، تک،، کو،، میں،، کا،، کے،، کی وغیرہ لگائے جاتے ہیں تو الف،، یا،، ہ،، کو،، ے،، سے بدل دیا جاتا ہے، مثلا ایک لڑکا ہے اسے ترتیب سے تختہ مشق بنا کر دیکھئے ،لڑکے نے پوچھا، لڑکے سے کہو،، لڑکے پر الزام نہ دھرو، لڑکے تک بات پہنچا دو، لڑکے کو مٹھائی کھلاؤ، لڑکے میں کیا خرابی ہے؟ لڑکے کا دماغ درست نہیں، لڑکے کے والد کو بلاؤ، لڑکے کی ٹھکائی کردو وغیرہ۔ اگر اوپر کے ہر جملے میں ہم لڑکا ہی لکھتے رہتے تو پڑھ کر دیکھئے کیسا لگتا؟ لڑکا کی جگہ لڑکے لکھنا اور بولنا اصطلاحاً امالہ کرنا ہے، اب ہم صرف یہ دیکھیں گے کہ امالہ کرنا کہاں کہاں ناجائز ہے، کیونکہ جہاں جہاں جائز ہے اس کی فہرست طویل ہے، پھر بھی باتوں باتوں میں اور کہیں کہیں ہم بتاتے رہیں گے کہ یہاں یہاں جائز ہے۔

عربی، فارسی ترکی کے جن الفاظ میں الف اصلی آتا ہے ان میں امالہ جائز نہیں، مثلاً ہم دعا کو دعے، مدعا کو مدعے، قضا کو قضے، جزا کو جزے یا پیدا کو پیدے ہوا کو ہوے، آغا کو آغے اور مرزا کو مرزے کہہ کر نہیں پکاریں گے، جہاں اصلی الف

نہیں آتا الف مقصورہ ''ی''، آتا ہے وہاں امالہ جائز ہے،خواہ اردو میں املا بدل ہی کیوں نہ دیا گیا ہو،مثلاً آپ مصلی لکھیں یا مصلا دونوں صورتوں میں مصلے پر بیٹھ کر دعا کریں گے،کوئی دعویٰ کریں تو اپنے دعوے سے دست بردار بھی ہو سکتے ہیں،اگر دل میں تقوی نہیں پر دکھاوا زوروں پر ہے تو کہنے والے کہہ سکتے ہیں کہ حضرت کو تقوے کا لقوہ مار گیا ہے،مگر اعلی اور ادنی کا امالہ جائز نہیں،یہ نہیں کہہ سکتے کہ جدید تہذیب نے ہر اعلے کو ادنے میں بدل دیا ہے،عربی الفاظ کی جمع میں بھی امالہ جائز نہیں،یعنی اولیاء،علماء،اور شرفاء وغیرہ کا امالہ کرنا بد تہذیبی ہوگی،اولیے کرامت دکھاتے رہے،علمے وعظ کہتے رہے،اور شرفے سر دھنتے رہے(سر کا کوئی تو مصرف ہونا چاہئے)اردو ہندی کے مؤنث الفاظ کا خصوصاً ان الفاظ کا جن کی جمع نون غنہ لگا کر بنائی جاتی ہے،امالہ کرنا جائز نہیں،جیسے گڑیا،پڑیا،بڑھیا،لٹیا،وغیرہ۔اسی طرح شہروں کے ناموں کا امالہ بھی جائز نہیں مگر یہ مسئلہ شدید اختلافی مسئلہ ہے،مثلاً مشہور ضرب المثل شعر میر تقی میر کے دیوان چہارم میں اس طرح ہے ۔

مکے گیا مدینے گیا کربلا گیا
جیسا گیا تھا ویسا ہی چل پھر کے آ گیا

میر صاحب نے مکہ کا امالہ کر کے مکے کر دیا،مدینہ کا امالہ کر کے مدینے کر دیا،مگر کربلا کا امالہ کر کے کربلے نہیں کیا،حالانکہ کربلا کے آخر میں الف ہے،امالہ کرنا چاہتے تو کر سکتے تھے،کیا خبر کرنا چاہتے ہو مگر قافیے کی مجبوری کے علاوہ

بھی کوئی مجبوری حائل ہوگئی ہو، سنا ہے والد بہت سخت تھے، بہر حال! میر تقی کے بعد بھی بہت سے میر آئے، ان میں میر انیس بھی شامل ہے، لیکن کربلا کا امالہ کرنے کی جرأت آج تک کوئی نہیں کر سکا، شاید اسی وجہ سے کہا جاتا ہو کہ شہروں کے ناموں کا امالہ جائز نہیں، مگر کیا کیجئے لوگ یہ ناجائز کام بھی کر گذرے ہیں، غالب نے البتہ اپنے مشہور قطعے میں کلکتہ ہی لکھا ہے، پر عادت سے مجبور یار لوگ اس کو بھی کلکتے پڑھ جاتے ہیں۔

کلکتہ کا جو ذکر کیا تو نے ہم نشیں
اک تیر مرے سینے میں مارا کہ ہائے ہائے

اوپر ہم نے قطعے لکھا ہے چقطع مقطع لوگ کہتے ہیں کہ ''ع،، پر ختم ہونے والے الفاظ کا امالہ بھی جائز نہیں، مگر ہم نے بڑے بڑوں کے ہاں برقعے، موقعے، مجمعے، مقطعے، اور مطلع لکھا دیکھا، یہ بھی سنا کہ مصرعے میں سکتہ ہے، فصحا کہتے ہیں یہ بھی جائز ہے، مگر ''ع،، کی آواز نہیں نکلے گی، برقے، مجمے، مقطے اور مطلے بولا جائے گا، مگر مطبے کہنا خود ہمارے جی کو نہیں بھاتا، ہم کسی کو بھی ''مت بے،، نہیں کہہ سکتے۔

شہروں کے ناموں کا امالہ کرنے کی ممانعت کے باوجود اپنے اوکاڑے، سرگودھے، کوئٹے اور ڈسکے ہی کے باشندے نہیں کلکتے، پٹنے، آگرے اور پونے کے باسی بھی اپنے اپنے شہروں کا امالہ کر بیٹھے ہیں، کر کے پچھتائے بھی نہیں کہ اب

پچھتائے کا ہووت؟

۱۹۶۵ء کی جنگ کا تذکرہ کرتے ہوئے پاک فضائیہ کے شاعر صاحب سیف و قلم ماسٹر وارنٹ آفیسر رحمٰن کیانی مرحوم نے جنگ کے سورما اسکواڈرن لیڈر محمد محمود عالم مرحوم کے شہر کی بابت کہا تھا۔

جب بھی کوئی اس جنگ کی تاریخ لکھے گا
سرگودھا ترے نام سے آغاز کرے گا
لکھے گا کہ یہ شہر دلیروں کا ہے مسکن
شاہیں کا بسیرا ہے عقابوں کا نشیمن

اگر کیانی مرحوم زندہ ہوتے اور عقابوں کے نشیمن کا سرگودھا کہہ کہہ کر پکارا جانا سنتے تو عقابوں کا یا اپنا ہی سر پیٹ کر رہ جاتے۔

اب آیئے استاذ محترم کے قول کی طرف کہ ’’بزرگ رشتوں کا امالہ جائز نہیں،، اردو میں دادا، نانا، بابا، ابا، تایا، چچا، ماما، پھوپھا، بھیا اور آپا جیسے بزرگ رشتوں کا احتراماً امالہ نہیں کیا جاتا، ہاں! پنجابی زبان میں بزرگوں کے ساتھ یہ سلوک بھی روا ہے، اردو بولنے والوں میں سے دبستان بریلی کے اہل زبان کو البتہ ہم نے ’’بھیا،، کی گت یا درگت بناتے دیکھا ہی نہیں بھگتا بھی ہے کہ ’’بھیئے! ذرا ہنسی کی کوئی بات کہیے،، لیکن اردو ہو یا پنجابی خرد رشتوں کے ساتھ دونوں زبانوں میں خوب خوب امالہ کیا جاتا ہے، ان رشتوں میں بیٹا، بھتیجا، بھانجا، پوتا، نواسا، لڑکا اور

لونڈا سب شامل ہیں، ابھی تو صاحب بہت کچھ باقی رہ گیا ہے مگر فی الحال اتنے ہی اما لے کو بہت جانیے (حوالا بالا)

صوفیاء کی چار پیوند والی ٹوپی

جو چار پیوند والی ٹوپی پہنی جاتی ہے چار ٹکڑے اکھٹا کر کے چار پیوند سے بنی ہوئی ٹوپی تو بہت پرانی ہے یہ ٹوپی صوفیاء کی ہے، جس کسی کو بیعت کا شرف حاصل ہوتا تھا پیر صاحب یہ ٹوپی ان کو پہنا دیتے تھے، یہ ٹوپی کیوں پہنائی جاتی تھی؟ اس لئے تا کہ ہر وقت دماغ میں یہ تصور قائم رہے کہ چار چیزیں تمہیں ترک کرنی ہیں، اس کا نام تھا چہار ترک کی ٹوپی کہ چار چیزیں چھوڑ دیں، کونسی چار چیزیں (۱) قلت طعام (۲) قلت منام (۳) قلت کلام (۴) قلت اختلاط مع الانام، کم کھاؤ، کم سوؤ، کم بولو، اور لوگوں کے ساتھ میل جول کم رکھو (کرامات وکمالات اولیاء، ج۱ص۲۴۵)

کسی وجہ سے تاخیر ہو جائے تو کوئی حرج نہیں

حضرت مفتی سعید احمد صاحب پالن پوریؒ کا ملفوظ ہے کہ احرام شروع کرنے سے پہلے کے دو رکعت سنت ہے، دو رکعت ادا کرنے کے بعد فوراً احرام شروع کرنا (تلبیہ پڑھنا) ضروری نہیں، اگر تلبیہ پڑھنے میں کسی وجہ سے تاخیر ہو جائے تو بھی کوئی حرج نہیں، نیز فرمایا کہ میرا یہ معمول ہے کہ جہاز میں سوار ہونے سے پہلے دو رکعت پڑھ لیتا ہوں اور جہاز روانہ ہونے کے بعد تلبیہ پڑھتا ہوں (تحفۃ

الالمعی جلدسوم)

تکبیر تشریق سنن ونوافل کے بعد بھی پڑھنی چاہئے

فرمایا کہ تکبیر تشریق لوگ صرف فرض نمازوں کے بعد کہتے ہیں حالانکہ سنتوں اورنفلوں کے بعد بھی زیادہ سے زیادہ تکبیر کہنی چاہئے، امام باقرؒ کا اسی پر عمل تھا، میں بھی اس پر عمل کی کوشش کرتا ہوں مگر کبھی بھول جاتا ہوں (تحفۃ القاری جلدسوم)

حجاج عرفات جاتے ہوئے کیا پڑھیں؟

حضرت انسؓ سے پوچھا گیا کہ آپ نے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کیا تو آپ لوگ عرفات کی طرف جاتے ہوئے تلبیہ پڑھتے تھے یا تکبیر؟ حضرت انسؓ نے فرمایا ہم میں سے بعض تلبیہ پڑھتے تھے اور بعض تکبیر، اور تلبیہ پڑھنے والا تکبیر پڑھنے والے پر نکیر نہیں کرتا تھا اور تکبیر پڑھنے والا تلبیہ پڑھنے والے پر نکیر نہیں کرتا تھا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دونوں عمل برابر ہیں یعنی حاجی ان ایام میں تلبیہ بھی پڑھ سکتا ہے اور تکبیر بھی، نیز فرمایا کہ میں جب حج میں جاتا ہوں تو تلبیہ پڑھتا ہوں اور جب تلبیہ پڑھتے پڑھتے طبیعت تھک جاتی ہے تو تکبیر شروع کر دیتا ہوں (حوالا بالا)

حمد

حیرت میں سب کو ڈالنے والا ہے وہ
پتھر میں کیڑا پالنے والا ہے وہ
پنہاں ہیں اس کی صفتیں سب ناموں میں
ننانوے موتیوں کی اک مالا ہے وہ
آسودہ اس کی چھاؤں میں سب راہی
ٹھٹھرے ہوئے جسموں کا دو شالا ہے وہ
وہ لاتعداد جہانوں کا ہے خالق
ہے اک مگر سب کا رکھوالا ہے وہ
سب کے سب ریت کے ذرے اس کے آگے
صحرا میں تنہا اک گل لالہ ہے وہ
اسود میں اس کا نور ہے روشن ورنہ
اک پتھر ہے اور رنگ میں کالا ہے وہ
مری بخشش کا ضامن ہے اس کا پیارا
محشر میں مرا صرف حوالہ ہے وہ
کئے دور قتیل اسی نے مرے اندھیرے
اک دیا ہے مرا ضمیر اجالا ہے وہ

حمد

ترا ذکر سبھی دعا ہے
ترے نام سے ہی شفا ہے
ثنا حمد تعریف تری
مرے علم سے ماورا ہے
حد سوچ میں تو نہ آئے
مگر ہر طرف تو دکھا ہے
نظر کوئی کیسے چرائے
ترا رنگ ہرسو کھلا ہے
ہوا روشنی پھول خوشبو
تری ذات کا سلسلہ ہے
ترے اذن سے رات اترے
ترے اذن سے دن بڑھا ہے
کبھی بھی جو بجھتا نہیں ہے
ترے نام کا ہی دیا ہے
جہاں پر بھی تجھ کو پکارا
وہیں پر مجھے تو ملا ہے

بھلا کب ترے ہو سکے ہم
مگر تو سبھی کا ہوا ہے
کسی راہ پر بھی چلوں میں
تجھی سے مرا واسطہ ہے
مرے دل کا خالی کٹورا
ترے ذکر سے ہی بھرا ہے

فہم صحیح کے لئے دو باتوں کا ہونا ضروری ہے

نمبر ایک غباوت نہ ہو، نمبر دو غوایت نہ ہو، غباوت کم فہمی کو کہتے ہیں اورغوایت کج فہمی کو کہتے ہیں، جتنے فرقے اسلام کا نام لینے والوں میں پیدا ہوئے ہیں عام طور پر اس کا سبب دو ہی ہوئے ہیں، ایک غباوت دوسرا غوایت، پھر غباوت کا علاج آسان ہے لیکن غوایت کا علاج مشکل ہے، غباوت یعنی کم فہمی کا علاج یہ ہے کہ پوری پوری بات سمجھا دی جائے، اور غوایت یعنی کج فہمی ٹیڑھی سمجھ بات کچھ کہی جاتی ہے نتیجہ کچھ اور نکلتا ہے، اس کا علاج دشوار ہے۔

حضرت تھانویؒ کے یہاں کچھ لوگ گئے اور کہا کہ ہم نے سٹہ لگایا ہے ہمارا نمبر نکلے گا یا نہیں؟ حضرت نے فرمایا کہ کون ہیں یہ لوگ؟ نکالو ان کو، یہ سن کر وہ کہنے لگے دیکھو حضرت نے کہا نکالو، اس کا مطلب ہے کہ ہمارا نمبر (جوئے میں) نکلے گا، یہ ہے ٹیڑھی سمجھ، یہ ہے مقصد کے خلاف محمول کرنا کہ حضرت نے ناراض ہوکر ان کو نکال باہر کرنے کا حکم دیا اور انہوں نے مطلب نکالا کہ نمبر نکلے گا، استغفر اللہ (ملفوظات فقیہ الامت ج۲)

کم فہمی کی مثال

ایک محدث جس وقت بھی قضائے حاجت کے لئے جاتے اور فارغ ہوکر آتے تو وتر کی نماز پڑھتے تھے، دن رات میں کئی مرتبہ وتر کی نماز پڑھتے تھے ان سے سبب پوچھا گیا تو بتایا کہ حدیث میں ہے ’’من استجمر فلیوتر ،، جو شخص استنجاء

کرے وہ وتر پڑھے ''فلیوتر،، کا ترجمہ وتر پڑھنے کا کیا، حالانکہ مطلب وتر پڑھنا نہیں انہیں بتایا گیا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وتر (طاق) ڈھیلے استعمال کرے، الغرض! استفادہ سے جو چیزیں مانع ہیں وہ یہی دو چیزیں ہیں (۱) کم فہمی (۲) کج فہمی (حوالا بالا)

خط میں القاب وآداب

حضرت تھانویؒ کے پاس ایک صاحب کا خط آیا جس میں حضرت کو بہت لمبے چوڑے القاب و آداب تحریر کئے تھے، حضرت نے اس کو پڑھا تو بیساختہ فرمایا ''کس قدر غلو ہے، منشاء اس کا علو ہے، میں چاہتا ہوں کہ اس سے خلو ہو۔

کلام پاک میں تکرار کیوں ہے؟

حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ سے ایک صاحب نے دریافت کیا کہ قرآن پاک میں جو مضامین مکرر آئے ہیں ان کے تکرار میں کیا حکمت ہے، فرمایا کہ آپ کے کلام میں فلاں فلاں لفظ مکرر ہیں ان کے تکرار میں کیا حکمت ہے، وہ خاموش رہے تو فرمایا کہ اپنے کلام میں پائے جانے والے تکرار کی حکمت بیان نہیں کر سکتے، اور حق تعالیٰ شانہ کے کلام میں واقع ہونے والے تکرار کی حکمت ڈھونڈتے پھرتے ہو، آخر یہ تکرار بلاغت میں مخل تو نہیں، پھر فرمایا کہ ایک مضمون کا کسی مقام میں کوئی جز مقصود ہوتا ہے، دوسرے مقام میں وہ جز مقصود نہیں ہوتا بلکہ دوسرا جز مقصود ہوتا ہے، تیسرے مقام میں ان کے علاوہ کوئی اور جز مقصود ہوتا ہے

اس بناپر بھی تکرار واقع ہوتا ہے یا مثلاً آیت فبای آلاء ربکما تکذبان سورۂ رحمٰن میں ۳۱ جگہ آیا ہے، مفسرین نے لکھا ہے کہ جتنی جگہ فبای آلاء ربکما تکذبان آیا ہے اتنی ہی انواع میں نعمت کی ہر ایک کے لئے الگ الگ آیت ہے، جو نعمت ایک آیت سے مقصود ہے دوسرے سے وہ مقصود نہیں (ملفوظات فقیہ الامت)

بس پیر بن کر بیٹھ جاؤ اور......

با ادب بن کر رہو تو قوم کی گالی سنو
بے ادب بن کر رہو تو طعنۂ حالی سنو
بس پیر بن کر بیٹھ جاؤ
اور ڈٹ کے قوالی سنو

(اکبر الہ آبادی)

ایک اہم ادب

قرآن کریم میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالی کا تعارف یوں کرواتے ہیں ’’الذی خلقنی فھو یھدین، والذی ھو یطعمنی ویسقین، واذا مرضت فھو یشفین،،

اللہ تعالی وہ ہے جس نے مجھے پیدا کیا اور وہی میری راہ نمائی فرماتا ہے، اور وہی مجھ کو کھلاتا اور پلاتا ہے، اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہ مجھے شفا

بخشتا ہے۔

ان آیات کریمہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ہمیں ایک ادب سکھلایا ہے ، ہمارا عقیدہ ہے کہ بیماری اور شفا دونوں اس کے قبضہ قدرت میں ہے،مگر یہاں پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کمال ادب کا نمونہ بیان کیا گیا ہے اور ہمیں تعلیم دی گئی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا''واذا مرضت،، جب میں بیمار ہوتا ہوں بیماری کی نسبت اپنی طرف کی وگرنہ آپ''خلقنی فھو یھدین ،،کی طرح''مرضنی ،،کہہ کر بیماری کی نسبت اللہ تعالی کی طرف کرتے ،مگر آپ نے بیماری جیسی تکلیف دہ چیز کو اللہ تعالی کی بجائے خود اپنی طرف منسوب کیا ہے (یہی لطافت سورۂ فاتحہ کی دعا میں بھی ہے کہ انعام وہدایت کی اسناد تو اللہ تعالی کی طرف کی ہے اور غضب کے فاعل کو حذف کر دیا ہے،اور ضلالت بندے کی طرف منسوب کردی ہے، نیز سورۂ جن میں جنات کا قول بھی ملاحظہ ہو جہاں انہوں نے کہا ہے کہ ہمیں نہیں معلوم کہ زمین والی مخلوق کے ساتھ کسی برائی کا ارادہ کیا گیا ہے یا ان کے ساتھ ان کے رب نے بھلائی کا ارادہ کیا ہے؟ یہاں بھی بھلائی کی نسبت اللہ تعالی کی طرف کی گئی ہے اور برائی کے ارادے میں نسبت ظاہر نہیں کی گئی ہے)الغرض !فرمایا جب بیمار ہو جاتا ہوں''فھو یشفین ،،تو شفا وہ یعنی اللہ تعالی بخشتا ہے۔

مثالیں۔سورۂ کہف میں حضرت ذوالقرنین کا قصہ ذکر کیا گیا ہے،جس کا

خلاصہ یہ ہے کہ وہ زمین کا سفر کرتے ہوئے ایک جگہ پہنچتے ہیں،لوگوں سے ملاقات ہوتی ہے وہ شکایت کرتے ہیں کہ ''ان یاجوج وماجوج مفسدون فی الارض،، یہ یاجوج ماجوج قوم جو ہے انہوں نے ہمیں بڑا پریشان کیا ہے آپ کوئی بند باندھ دیں،حضرت ذوالقرنین یہ سارا کام کرنے کے بعد کہتے ہیں''قال هذا رحمة من ربی فاذا جاء وعد ربی جعله دکاء،،

حضرت عیسی علیہ السلام کے معجزات کا ذکر قرآن مجید میں ہے''انی اخلق لکم من الطین کهیئة الطیر فانفخ فیه فیکون طیرا باذن الله وابرئ الاکمه والابرص واحی الموتی باذن الله،،فرمایا کہ میں تمہارے لئے مٹی سے پرند کی سی مورت بناتا ہوں،پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً پرند ہو جاتی ہے اللہ کے حکم سے اور میں شفا دیتا ہوں مادرزاد اندھے اور سپید داغ والے کو اور میں مردے جلاتا ہوں اللہ کے حکم سے۔

فرمایا کہ یہ تمام محیر العقول کام جو میں انجام دیتا ہوں اس میں میرا کوئی کمال نہیں ہے یہ سب اللہ کی مجھ پر عنایت ہے اس کے حکم سے میں یہ کرتا ہوں۔

عیب کی مثال۔جس کی نسبت بندے کو اپنی جانب کرنی چاہئے،سورۂ کہف میں ہے''اما السفینة فکانت لمسکین یعملون فی البحر فاردت ان اعیبها،،

خلاصہ یہ ہے کہ دونوں بزرگوں کو کشتی کے ملاح نے بلا اجرت کشتی میں

سوار کرلیا حضرت خضر نے اسی کشتی میں چھید کردیا، وجہ اس کی یہ بتائی کہ یہ کشتی مسکین لوگوں کی تھی جوان کا ذریعہ آمدن تھا، بادشاہ بے عیب کشتی پر ناجائز قبضہ کرلیتا تھا، اس لئے میں نے کشتی میں عیب کردیا، اور عرف میں اس بات کو برا سمجھا جاتا ہے کہ محسن کے ساتھ برائی کی جائے اسے نقصان پہنچایا جائے، محاورہ ہے

جس تھالی میں کھایا اسی میں چھید

اس لئے حضرت خضر نے اس عمل کی نسبت اپنی طرف کی کہ ''فاردت ان اعیبھا،،

عرفات میں جمع بین الصلوتین اور حضرت کی رائے

عرفات میں جمع بین الصلاتین یعنی ظہر اور عصر کو ظہر کے وقت میں پڑھنے میں فقہاء کا اختلاف ہے، حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اہل خیمہ کے لئے جمع بین الصلاتین مشروع نہیں اور صاحبین کے نزدیک مشروع ہے۔

حضرت مفتی سعید احمد صاحب پالن پوریؒ فرماتے تھے کہ اس مسئلہ میں میرا اپنا تجربہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ ہم نے خیمہ میں ظہر کی نماز باجماعت پڑھی، پھر وقوف شروع کیا، جب عصر کا وقت ہوا تو وقوف ختم کرکے عصر باجماعت ادا کی، پھر وقوف شروع کیا، مگر جو کیفیت عصر سے پہلے حاصل تھی وہ لوٹ کر نہ آئی، بہت رونے کی صورت بھی بنائی مگر اس کا کچھ بھی حصہ لوٹ کر نہ آیا، پس میرے خیال میں صاحبین کے مسلک پر عمل کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں (امدادالفتاوی ج۴)

حرمین شریفین میں نماز میں عورتوں کی شرکت کا مسئلہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کے علاوہ نو مسجدیں اور بھی تھیں، مگر عورتیں صرف مسجد نبوی میں آتی تھیں، مدینہ منورہ کی دیگر مساجد میں شاذ ونادر ہی جاتی تھیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عورتیں مسجد نبوی میں تین وجہ سے آتی تھیں (۱) اخذ شریعت کے لئے (۲) آپ کی زیارت کیلئے (۳) جگہ کی برکت کی وجہ سے، اور مسجد حرام میں دو مقصد سے آتی تھیں (۱) بیت اللہ کا طواف کرنے کے لئے (۲) جگہ کی برکت کی وجہ سے، مسجد حرام میں آج بھی وہ دونوں باتیں متحقق ہیں، اور مسجد نبوی میں اب پہلی وجہ باقی نہیں رہی، کیونکہ دین مکمل ہو چکا اور وہ کتابوں میں محفوظ ہے، البتہ جگہ کی برکت اور آپ کی قبر اطہر کی زیارت یہ دونوں مقصد آج بھی باقی ہیں، اس لئے عورتیں ان دونوں مسجدوں میں جا سکتی ہیں بلکہ جانا چاہئے، ہماری عورتیں بھی نہ صرف جاتی ہیں بلکہ ہم ان کو ترغیب دیتے ہیں کہ حرم شریف میں جائیں، اس لئے کہ ان کو زندگی میں ایک بار یہ موقع ملا ہے، بار بار یہ موقع ان کو ملنے والا نہیں اور وہاں فتنہ کا اندیشہ بھی نہیں، اس لئے حرمین شریفین کا حکم دوسری مساجد سے مختلف ہے (مفتی سعید احمد پالن پوری کی فقہی بصیرت)

حج کرنے سے ایمان پر مہر لگ جاتی ہے

فرمایا کہ باوجود استطاعت کہ حج نہ کرنے والا یہودی ہو کر مرے یا نصرانی

ہوکر، اس حدیث سے میں نے یہ بات مستنبط کی ہے کہ حج کرنے سے ایمان پر مہر لگ جاتی ہے، اب اس کے ارتداد کا خطرہ ٹل جاتا ہے اور جو شخص استطاعت کے باوجود حج نہیں کرتا وہ معرض فتن میں رہتا ہے، وہ کسی بھی وقت فتنہ کا شکار ہوسکتا ہے، بلکہ اسلام ہی سے ہاتھ دھو بیٹھے ایسا بھی ممکن ہے، پس جس میں استطاعت ہو اسے پہلی فرصت میں حج کر لینا چاہئے تاکہ اس کے ایمان پر مہر لگ جائے (حوالا بالا)

متفرق اشعار

سر اگر سر ہے تو تیروں سے شکایت کیسی
دل اگر دل ہے تو دریا سے بڑا ہوتا ہے

باتوں باتوں میں خرافات پہ آسکتا ہے
جو بھی کم ظرف ہو اوقات پہ آسکتا ہے

اتنا مغرور نہ بن سامنے تاریخ بھی رکھ
بانٹنے والا بھی خیرات پہ آسکتا ہے

ہوتا نہیں عیاں یہ کبھی ان کے موڈ سے
نیت خراب ہے کہ طبیعت خراب ہے

انسان کی نیت کا بھروسہ نہیں کوئی
ملتے ہو تو اس بات کو امکان میں رکھنا

نیت اگر خراب ہوئی ہے حضور کی
گھڑ لو کوئی کہانی ہمارے قصور کی

ملے گا کیا دلوں میں نفرتیں رکھ کر
بڑی مختصر سی زندگی ہے مسکرا کر ملا کرو

سنا ہے اس محفل میں شاعر بہت ہیں
کچھ ہمیں بھی سناؤ ہم گھائل بہت ہیں

قبر کے چوکھٹے خالی ہیں انہیں مت بھولو
جانے کب کونسی تصویر لگادی جائے
ہار ہو جاتی ہے جب مان لیا جاتا ہے
جیت تب ہوتی ہے جب ٹھان لیا جاتا ہے
زندگی دو دن کی ہے کچھ بھی نہ گلہ کیجئے
دوا زہر غم خوشی جو بھی ملے چکھا کیجئے
نہ ہو یارب ایسی طبیعت کسی کی
کہ ہنس ہنس کے دیکھے مصیبت کسی کی
مری قسمت سے الہی پائیں یہ رنگ قبول
پھول کچھ میں نے چنے ہیں ان کے دامن کے لئے
صدقہ جاری ترا کام آئے گا محشر کے روز
مستحق خلد بن کر آئے گا محشر کے روز
خم جب سے قد راست میں آیا سنبھل گئے
سیدھے ہوئے ہم ایسے کہ سب بل نکل گئے
تو مالک ہے نشاط وغم کا جو چاہے وہی کردے
شرر کو پھول کردے ظلمتوں کو چاندنی کردے
ہو کے شرمندہ گناہوں سے کبھی سر جھکا تو صحیح

وہ کر دے گا معاف تجھے دو اشک بہا تو صحیح
بندہ پتلا خطا کا ہوتا ہے
مسئلہ تو انا کا ہوتا ہے
ابن آدم ہوں خطا مرے ضمیر میں ہے
انسان ہوں فرشتوں سے تو نسبت نہیں مجھ کو
ویسے تو انسان خاک ہے پھر بھی
لفظوں میں اس کے آگ ہے
جذبہ رکھو سچ اور جھوٹ کو پرکھنے کا
کانوں میں زہر گھولنا تو زمانے کا کام ہے
کسی رشتے میں جھگڑا بار بار اچھا نہیں ہوتا
مسلسل اک زمیں پر زلزلہ اچھا نہیں ہوتا
اوروں کی عیب جوئی اپنا ہنر نہیں ہے
اپنی ہی عیب جوئی یہ ہے ہنر ہمارا
چاروں طرف کانٹوں میں ہے گھرا ہوا یہ پھول
پھر بھی کھلا ہی پڑتا ہے کیا خوش نصیب ہے
زندگی اس کی ہے جو صاحب دولت ہے مجید
جرم اس عہد میں ہے مفلس و بے زر ہونا

حدود زندگی میں جب کوئی مشکل مقام آیا
نہ غیروں نے توجہ دی نہ اپنا کوئی کام آیا
دوران سفر ہم نے پلٹ کر نہیں دیکھا
جب گھر سے نکل آئے تو پھر گھر نہیں دیکھا
بوقت تنگدستی آشنا بے گانہ می گردد
صراحی چوں شود خالی جدا پیمانہ می گردد
بے کسی میں نہ کوئی جب بپۓ امداد آیا
عقل نے راہبری کی تو خدا یاد آیا
پھر اس دنیا سے امید وفا ہے
تجھے اے زندگی کیا ہو گیا ہے
بڑی ظالم نہایت بے وفا ہے
یہ دنیا پھر بھی کتنی خوشنما ہے
ہر اک اپنے ہی غم میں مبتلا ہے
کسی کے درد سے کون آشنا ہے
الٰہی یہ التجا ہے مری گر تو کرم کرے
زباں پر دے وہ بات جو دل پر اثر کرے
یہ رنگ گل بھی ہے اور خار بھی ہے

زبان چلتی ہوئی تلوار بھی ہے
لاکھ پڑھ تو پیار کے منتر ساقی
جن کی فطرت میں ہو ڈسنا وہ ڈسا کرتے ہیں
مری جبین عقیدت سلام کرتی ہے
قبول ہوکہ مری محبت سلام کرتی ہے
زندگی جن کی گذرتی ہے اجالوں کی طرح
یاد رکھتے ہیں انہیں لوگ مثالوں کی طرح
علم والوں کو کبھی موت نہیں آتی
زندہ رہتے ہیں کتابوں کے حوالے کی طرح
زندگی کا لطف سچ پوچھو تو بس سنت میں ہے
ایسا لگتا ہے کہ جیسے آدمی جنت میں ہے
کہتے ہیں لوگ مجھے آج بھی دعا کے لئے
کس قدر رب نے مرے عیب چھپا رکھے ہیں
حیا جس میں نہیں وہ شباب اچھا نہیں لگتا
بکھر جائے جو کھل کر وہ گلاب اچھا نہیں لگتا
لڑکپن ہو چکا رخصت جوانی جھوم کر آئی
ترا گھر سے نکلنا بے نقاب اچھا نہیں لگتا

کتنے چپ چاپ ہیں ویران جزیروں جیسے
خاک میں مل گئے انسان بھی ہیروں جیسے
یہ دور بھی دیکھا ہے تاریخ کی نظروں نے
لمحوں نے خطا کی تھی صدیوں نے سزا پائی
سر ہو سجدے میں دل میں دغا بازی ہو
ایسے سجدے سے بھلا کیسے خدا راضی ہو
اب تو مر جاتا ہے رشتہ ہی برے وقتوں میں
پہلے مر جاتے تھے رشتوں کو نبھانے والے
گفتگو کیجئے کہ فطرت انساں ہے شکیب
جالے بن جاتے ہیں جب بند مکاں ہوتے ہیں
روٹھو بیشک اپنوں سے لیکن منانے پر مان جاؤ
اپنے تو آخر اپنے ہیں یہ بات تم جان جاؤ
ہوتی ہے غلطی غلطی سے غلطی نہ کی ہو
جس نے کبھی سامنے وہ انساں لے آؤ
یہاں لوگوں کو رہنے کو گھر نہیں ملتے
تم ہو کہ غلط فہمیوں کو گھر دے بیٹھے ہو
سچائی کے آئینے کالے ہو گئے

بزدلوں کے گھر میں اجالے ہو گئے
جھوٹ بازار میں بے خوف بکتا رہا
میں نے سچ کہا تو جان کے لالے ہو گئے

لہو بیچ کر جس نے بچوں کو پالا
وہ بھوکا سوگیا جب بچے کمانے والے ہو گئے

یہ جو ساتھ بیٹھ کر ہنستے ہیں
یہی تو سانپ بنکر ڈستے ہیں

کبھی درد ہے تو دوا نہیں جو دوا ملی تو شفا نہیں
وہ ظلم کرتے ہیں اس طرح جیسے مرا کوئی خدا نہیں

علم کہتا ہے کتابوں کا سمندر ہوجا
عقل ناداں کا اشارہ ہے سکندر ہوجا
علم اور عقل کے مٹتے ہوئے دو راہے پر
عشق نے دی ہے صدا مست قلندر ہوجا

تو نے مرے خمیر میں کتنے تضاد رکھ دیئے
موت مری حیات میں نقص مرے کمال میں

اے بے خبر حیات کا کیا اعتبار ہے
ہر وقت موت سر پر بشر کے سوار ہے

انسان کے ہاتھوں کی بنائی نہیں کھاتے
ہم آم کے موسم میں مٹھائی نہیں کھاتے

ہر قدم پر نت نئے سانچے میں ڈھل جاتے ہیں لوگ
دیکھتے ہی دیکھتے کتنے بدل جاتے ہیں لوگ

ہم مسلمان ہیں زمانے کو بتایا جائے
آؤ نقارۂ توحید بجایا جائے

اب بہت ہوچکی عثمان کے انداز میں بات
اب عمر کا انہیں انداز دکھایا جائے

جو نہ سمجھے کبھی انسان کی عظمت کیا ہے
کیا سمجھ پائیں گے وہ لوگ محبت کیا ہے

ہر گھڑی ڈستے ہیں انسان کو انسان یہاں
ایسے ماحول میں سانپوں کی ضرورت کیا ہے

نہ تھا کوئی ہمارا نہ ہم کسی کے ہے
بس اک خدا ہے اور ہم اسی کے ہے

عادتوں میں یہ عادت ہونا چاہئے
ہر پل خدا کا شکر گذار ہونا چاہئے

کوئی چراغ جلاتا نہیں سلیقے سے

مگر سبھی کو شکایت ہوا سے ہوتی ہے

دو رکعت نماز کے بعد توبہ

اگر گناہ صادر ہو جائے تو فوراً دو رکعت نماز توبہ کی نیت سے پڑھو پھر توبہ کرو اس طرح توبہ کرنے میں متعدد مصلحتیں ہیں۔

(۱) **ان الحسنات یذھبن السیات.**

(۲) نماز کے بعد توبہ کرنے میں دل حاضر ہوگا اور قبول توبہ کے لئے حضور قلب ضروری ہے۔

(۳) چونکہ نفس کو نماز سے شاق ہے اس لئے نفس گناہوں سے گھبرائے گا (انفاس عیسی ص ۱۹۶ حصہ اول)

عشق نبوی کے اظہار کا ایک انوکھا طرز

امام ترمذیؒ نے عشق ومحبت کے اظہار کا ایک انوکھا اور نرالا طرز اختیار فرمایا ہے، محدث ترمذی نے چند صفحات میں شمائل ترمذی کے عنوان سے ''دریا بہ کوزہ،، کا بہترین نمونہ عشاق نبوی کے سامنے رکھ دیا ہے، آپ کے مبارک سراپا کی خوب خوب تصویرکشی فرمائی ہے کہ آپ کے خدوخال، قد وقامت، اعضاء مبارکہ کی کیفیت و بناوٹ کیسی تھی، بال مبارک کتنے سفید تھے اور کہاں پر تھے ان کے پیچ و تاب کیونکر تھے، آپ کنگھی کب اور کیسے فرماتے تھے، سرمہ کیسے استعمال کرتے تھے، آپ کا لباس کیسا تھا، نعل مبارک کیسے تھے، انگھوٹھی کیسی تھی، اس پر کیا نقش

تھا،مہر نبوت کا حجم کتنا تھا اور کیسے تھا،آپ کی نشست گاہ اور تکیہ کیسا تھا،کھانا تناول فرمانے کی کیا کیفیت تھی،روٹی سالن کیسا ہوتا تھا،کون کونسے ماکولات ومشروبات آپ کو پسند تھے،کھانے سے پہلے اور بعد میں اپنے منعم حقیقی کا شکریہ کن الفاظ سے ادا فرماتے تھےاور کون کونسی دعائیں پڑھتے تھے وغیرہ وغیرہ۔

امام ترمذیؒ نے گویا سیرت مقدسہ کا عطر نکال کر چند صفحات میں عشاق کے سامنے رکھ دیا ہے،لہذا اس کا مطالعہ عوام وخواص کو ضرور کرنا چاہئے۔

آقا کا سب سے اول اور آخری کلام

حضرت تھانویؒ نے ’’نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب ،،ص۲۳ پر’’بیہقی،،کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے حضرت حلیمہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے جب آپ کا دودھ چھڑایا ہے تو آپ نے دودھ چھڑانے کے ساتھ ہی سب سے اول جو کلام فرمایا وہ تھا’’اللہ اکبر کبیرا،والحمد للہ کثیرا،وسبحان اللہ بکرۃ واصیلا۔

اور دنیا سے جاتے ہوئے سب سے آخری کلام تھا’’بل الرفیق الاعلی،،بل الرفیق الاعلی،بل الرفیق الاعلی،،تیسری آواز پر ہاتھ لٹک آئے،پتلی اوپر کو اٹھ گئی اور روح شریف عالم قدس کو ہمیشہ کے لئے رخصت ہوگئی

اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد وبارک وسلم

یہ پیر کا دن تھا اور چاشت کا وقت تھا۔

ابوداؤد شریف کی روایت میں ہے کہ ''**عن علیؓ قال کان آخر کلام رسول الله صلی الله علیه وسلم الصلوة الصلوة ،واتقوا الله فیماملکت ایمانکم**،،

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (وفات سے پہلے) جو آخری کلام فرمایا وہ یہ تھا کہ نماز کی پابندی کرو،نماز کا پورا اہتمام کرو اور اپنے غلاموں زیردستوں کے بارے میں خدا سے ڈرو۔

شارحین نے دونوں روایتوں میں تطبیق یوں دی ہے کہ امت سے مخاطب ہوکر آپ نے وصیت کے طور پر آخری بات جو فرمائی وہ یہ تھی ''**الصلوة الصلوة والتقو الله فیماملکت ایمانکم**،،اوراس کے بعد اللہ تعالی کی طرف مخاطب ہوکر آخری کلمہ جو فرمایا تھا وہ یہ تھا ''**بل الرفیق الاعلی**،،

فدیہ کب دینا ہے

فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر گرمی کے بڑے دنوں میں بیماری کی وجہ سے روزہ نہیں رکھ سکتا تو سردیوں کے موسم میں قضا رکھ لیا کریں،اور اگر چھوٹے دنوں میں بھی روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رہی تو اس کے سوا چارہ نہیں کہ ان روزوں کا فدیہ ادا کردیں ایک دن کے روزے کا فدیہ صدقہ فطر کی مقدار ہے۔

نیز فقہاء نے لکھا ہے کہ کسی نے رمضان المبارک کے روزوں کا فدیہ ادا کردیا بعد میں پھر اس میں قوت وطاقت آگئی تو اب اسے روزے کے بدلے میں

قضا کے طور پر روزے ہی رکھنے ہوں گے، فدیہ کے طور پر جو رقم ادا کی گئی وہ صدقہ ہو جائے گی۔

صاحب عمدۃ الفقہ حضرت مولانا زوار حسین صاحبؒ کے حالات میں لکھا ہے کہ وہ بیمار تھے ان کی اہلیہ نے حضرتؒ سے عرض کیا کہ آپ کے روزوں کا فدیہ دیدیا جائے؟ حضرت نے جواب میں فرمایا کہ روزوں کا فدیہ اس وقت دیا جاتا ہے جب مریض کی زندگی سے ناامیدی ہو جائے، کیا تم لوگ میری زندگی سے ناامید ہو چکے ہو؟ اگر ایسا ہے تو فدیہ دیدے ورنہ بصورت دیگر مریض کی زندگی میں فدیہ دینا جائز نہیں، اس کے بعد فدیہ کا مسئلہ پوری وضاحت کے ساتھ بیان کیا، نیز عمدۃ الفقہ جلد سوم لے کر آئے اور اس میں سے متعلقہ حصہ پڑھ کر سنایا (مقتدائے اسلام اور صوفیائے کرام کے آخری لمحات ص ۵۶۵)

ہاتھ پر بلا ٹلی گردن بچی

حضرت مفتی زین العابدین لائل پوریؒ وضو کرنے کے لئے حوض پر بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک نوجوان جو کسی کے بہکاوے میں آگیا تھا وہ مفتی صاحب پر چڑھ دوڑا، اس کے ہاتھ میں چھری تھی، حضرت پر چھری سے وار کیا، حضرت مفتی صاحب گردن پر ہاتھ رکھے مسح کر رہے تھے، چھری ہاتھ کی انگلیوں کو چیر گئی مگر گردن بچ گئی، لوگوں نے حملہ آور کو پکڑ لیا اور پٹائی کرنے لگے، حضرت نے لوگوں کو پٹائی کرنے سے روک دیا، اور فرمایا کہ فاتر العقل ہے مجھے سمجھا نہیں ہے، میں نے

معاف کر دیا، اللہ تعالی کا حکم ہے ’’فاعفوا و اصفحوا، معاف کرو درگذر سے کام لو، جب کبھی مجلس میں اس واقعہ کا ذکر ہوتا تو خوش طبعی سے فرماتے کہ لوگ گردن پر مسح کے بارے میں فقہی موشگافیاں کرتے رہیں، ہم تو یہ کہیں گے کہ گردن پر مسح کے فائدے ہیں اسی مسح پر عمل نے میری جان بچائی، مسح کرنے والے ہاتھ پر بلا ٹلی گردن بچی (تحفہ صد سالہ ج اص ۱۶۳ بتغیر)

مستحب کی حکمتیں اتنی ہیں تو پھر فرائض.........

خطبات ذوالفقار ج ا میں ہے کہ تبلیغی جماعت کے ایک دوست فرانس گئے، وہ فرماتے ہیں کہ میں وضو کر رہا تھا ایک آدمی مجھے غور سے دیکھ رہا تھا میں نے محسوس تو کیا، خیر! میں وضو کرتا رہا، جب میں نے وضو مکمل کیا تو اس نے مجھے بلا کر پوچھا کہ آپ کون ہے؟ کہاں سے تعلق رکھتے ہیں؟ جواب دیا کہ مسلمان ہوں اور میرا تعلق پاکستان سے ہے، اس نے اگلا سوال یہ کیا کہ پاکستان میں کتنے پاگل خانے ہیں؟ بڑا عجیب سا سوال تھا، میں نے کہا کہ دو چار ہوں گے مجھے تو پتہ نہیں، پھر اس نے پوچھا کہ ابھی آپ نے یہ کیا عمل کیا، میں نے کہا وضو کیا، کہنے لگا یہ عمل روزانہ کرتے ہو؟ میں نے کہا جی ہاں! بلکہ ایک دن میں پانچ دفعہ کرتا ہوں، وہ کہنے لگا oh.i see میں نے اس سے پوچھا آپ کا کیا مطلب ہے، وہ کہنے لگا میں یہاں پاگل لوگوں کے ہسپتال میں سرجن ہوں، میں تحقیق کرتا رہتا ہوں کہ لوگ پاگل کیوں ہوتے ہیں، میری تحقیق یہ ہے کہ انسان کے دماغ کے سگنل پورے جسم

کے اندر جاتے ہیں،تو ہمارے جسم کے اعضاء کام کرتے ہیں۔

اس دماغ سے چند باریک باریک رگیں ہماری گردن کی پشت سے پورے جسم کو جارہی ہیں، میں نے ریسرچ کی ہے کہ اگر بال بہت بڑھا دیئے جائیں اور گردن کے پچھلے حصے کو بہت خشک رکھا جائے تو رگوں کے اندر کئی دفعہ خشکی پیدا ہوجاتی ہے، رگیں کھینچتی ہیں تو کئی دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان کا دماغ کام کرنا چھوڑ دیتا ہے،اس لئے ڈاکٹر نے سوچا کہ اس جگہ کو دن میں چار دفعہ تر رکھنا چاہئے میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے ہاتھ منہ تو دھویا ہی ہے لیکن یہاں گردن کی پچھلی طرف بھی آپ نے کچھ کیا،اس لئے آپ لوگ کیسے پاگل ہوسکتے ہیں۔

اب سوچئے!ایک ڈاکٹر کی ساری عمر کی ریسرچ ایک مستحب پر آکر ختم ہوجاتی ہے اگر مستحب کی حکمتیں اتنی ہیں تو پھر فرائض،واجبات اور سنتوں میں کیا کیا حکمتیں ہوگی۔

وضو کا فلسفہ

امام غزالیؒ سے ایک زندیق نے کہا کہ تم لوگ (مسلمان) اپنے نبی کی خوب مخالفت کرتے ہو،اتنی مخالفت تو ہم بھی نہیں کرتے،امام غزالی اسلامی فلاسفر ہے،اللہ تعالی نے ان کو بڑی عقل وحکمت سے نوازا تھا،امام غزالی نے پوچھا وہ کیسے؟اس نے کہا قرآن کریم میں ہے"**یا ایھا الذین آمنوا اذا قمتم الی الصلوٰۃ فاغسلوا وجوھکم الخ**"،اے ایمان والو!جب نماز کے لئے کھڑے

ہوتو چہرہ دھووٴاور دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت دھولواور سر کا مسح کرواور پیر دھولوٹخنوں سمیت ۔وضوتو اس کو کہتے ہیں، جوقرآن کریم کی آیت میں ہے۔اورتم لوگ کیا کرتے ہو پہلے ہاتھ دھوتے ہوکلائیوں تک، پھرمنہ میں پانی ڈالتے ہوتین دفعہ اور پھرناک میں تین دفعہ پانی ڈالتے ہو،یہ تو کتاب اللہ کے سراسر خلاف عمل ہے۔

امام غزالی نے اس سے پوچھا کہ مجھے یہ بتاوٴ ہرقسم کے لاوے سے وضو ہوسکتا ہے؟ یاپانی ہونا چاہئے؟اس نے جواباً کہا کہ پانی ہونا چاہئے،آپ نے فرمایا کہ پانی کبھی ٹھنڈا ہوتا ہےاور کبھی گرم اوراگر پانی گرم ہوتواس کی وجہ سے چہرہ بھی جل سکتا ہے،اس لئے ہاتھ سب سے پہلے پانی میں ڈالتے ہیں تاکہ حرارت کا پتہ چلے کہ آیایہ پانی وضو کے لئے مناسب ہے یانہیں؟

پھراس میں یہ خطرہ بھی موجود رہتا ہے کہ کہیں اس میں زہروغیرہ تونہیں ہےتو منہ میں ڈال لیتے ہیں تاکہ جو پانی وضو کے دوران چہرہ کے لئے استعمال ہوتا ہے اس میں کہیں زہر کی ملاوٹ نہ ہوجو چہرے اور دوسرے اعظاء کونقصان پہنچائے (اسی لئے فقہاء نے لکھا ہے کہ شیریں پانی کہ ہوتے ہوئے کڑوے پانی سے وضومکروہ ہے)امام غزالی نے فرمایا کہ پھرہم ناک میں پانی ڈالتے ہیں یہ معلوم کرنے کے لئے کہ آیاپانی بدبودارتونہیں ہےاور جب معلوم ہوتا ہے کہ پانی نہ بہت گرم ہے نہ بدذائقہ اورنہ بدبودارتو اب چہرہ دھویا جاتا ہے تاکہ اللہ کے حکم کی تعمیل صحیح طریقہ سے ہوجائے۔

یہ جواب سن کر اس شخص نے اسلام کی عظمت کو مانتے ہوئے اسلام قبول کرلیا۔

آخر اس قمیص میں کیا تھا؟

مصر کے نامور محقق ڈاکٹر عبدالباسط محمد ایک روز علی الصبح قرآن مجید کی سورۃ یوسف کی تلاوت کررہے تھے، جب آیت نمبر ۹۴ پڑھ چکے تو گہری سوچ میں ڈوب گئے، آیت کا پس منظر یہ تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام آٹھ سال کی عمر کے تھے جب سوتیلے بھائیوں نے انہیں اندھے کنویں میں گرادیا، محبوب بیٹے کی جدائی کے غم میں ان کے والد حضرت یعقوب علیہ السلام کی بینائی جاتی رہی اور آنکھیں سفید ہوگئیں، پھر وہ وقت آیا جب حضرت یوسف علیہ السلام مختلف آزمائشوں سے گزر کر مصر کے حاکم بن گئے، انہوں نے مصر سے اپنی قمیص کنعان بھیجوائی، اور ہدایت کی کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے چہرے پر ڈالدی جائے، چنانچہ جب ایسا کیا گیا تو ان کی بینائی لوٹ آئی۔

ڈاکٹر عبدالباسط محمد کہتے ہیں آیت نمبر ۹۴ پڑھ کر میں اسی سوچ میں ڈوب گیا کہ آخر اس قمیص میں کیا تھا جو بینائی بحال کرنے کا باعث بنا، وہ کہتے ہیں کہ میں اس نتیجے پر پہنچا کہ قمیص میں حضرت یوسف علیہ السلام کا پسینہ جذب تھا، انہوں نے پھر پسینے کے اجزاء اور باہمی تناسب پر اپنی لیبارٹری میں تحقیق اور تجربات شروع کئے، ان کی روشنی میں آخر انہوں نے آنکھوں میں ڈالنے والی دوا تیار کرلی جسے سب

سے پہلے خرگوشوں پر آزمایا گیا اور مثبت نتائج برآمد ہوئے، انہوں نے پھر آنکھوں کے ڈھائی سو مریضوں پر دوا آزمائی جو سفید موتیا میں مبتلا تھے، یہ دوا دن میں دو بار آنکھوں میں ڈالی گئی، دو ہفتے بعد ۹۹ فیصد کو بینائی میں بہتری محسوس ہوئی، یہ دیکھ کر ڈاکٹر عبدالباسط محمد پکار اٹھے کہ یہ رب کریم کا عظیم احسان اور قرآن پاک کا معجزہ ہے۔

یاد رہے کہ آنکھ کے اندر ایک شفاف عدسہ ہوتا ہے، سفید موتیا اسی عدسے کا دھندلا پن ہے جو اندھے پن کا باعث بھی بن سکتا ہے، یہ عموماً چالیس سے ساٹھ سال کی عمر کے بعد چمٹتا اور بتدریج بڑھتا رہتا ہے، ذیابیطیس کے مریض اس کا زیادہ شکار بنتے ہیں (اردو ڈائجسٹ، لاہور دسمبر ۲۰۰۶)

انمول موتی

جسم شکل وصورت، مال، گھر، نوکری اور اولاد میں اپنے سے کم کی طرف دیکھ تا کہ تجھے معلوم ہو جائے کہ تو بھی ہزاروں سے بہتر ہے۔

غصہ نہ کر، غصہ مزاج کو خراب کر دیتا ہے، اخلاق بدل دیتا ہے، معاشرت تباہ کر دیتا ہے، محبت کو ختم کر دیتا ہے اور صلہ رحمی کے لئے تو یہ قینچی ہے۔

کبھی کبھی سفر کیا کر تا کہ زندگی تر و تازہ رہے اور تو دنیا کی معلومات حاصل کرے، نئی نئی باتوں کا مشاہدہ کرے، نئے شہر دیکھے، پس سفر ایک اچھی چیز ہے۔

اپنی جیب میں ایک ڈائری رکھ جو تیرے کاموں کو ترتیب دے گی، تیرے

لئے ایک نظام الاوقات بنا دے گی، تیرے وعدے تجھے یاد کرائے گی اور تو اس میں اپنے اہم نوٹس لکھ لیا کر۔

(کبھی کبھی) ہسپتال کا چکر لگایا کرتا کہ عافیت کی نعمت کو سمجھ سکے اور جیل کو بھی دیکھ لیا کرتا کہ تجھے آزادی کی نعمت کا اندازہ ہو اور پاگل خانے جایا کرتا کہ تجھے عقل کی نعمت کا پتہ چلے کیونکہ تو ایسی نعمتوں میں ہے جن کا تجھے شعور ہی نہیں۔

جب رسی زیادہ مضبوط ہو جائے تو ٹوٹ ہی جاتی ہے، جب رات زیادہ تاریک ہو جائے تو سویرا ہو ہی جاتا ہے، جب معاملہ تنگ ہو جائے تو گنجائش نکل ہی آتی ہے، ایک مشکل دو آسانیوں پر غالب نہیں آ سکتی۔

رحمٰن کی رحمت میں غور کیا کر اس نے ایک نافرمان کو کتے کو پانی پلانے کی وجہ سے بخش دیا، جس نے سو آدمیوں کو قتل کیا تھا، اسے بھی معاف کر دیا، اس نے توبہ کرنے والوں کے لئے اپنا ہاتھ پھیلایا ہوا ہے اور نصاری کو بھی توبہ کی دعوت دی ہے۔

کھانے کی لذت صرف ایک دن رہتی ہے، سفر کا مزہ صرف ایک ہفتہ تک رہتا ہے، مال کی چاشنی صرف ایک سال تک رہتی ہے اور ایمان کی لذت و مزہ ساری زندگی رہتا ہے۔

جب تجھے کوئی مصیبت پہنچے تو اس سے بڑی مصیبت کے بارے میں سوچ اور اس کے جلدی زائل و ختم ہو جانے کے بارے میں غور کر کیونکہ اگر مصیبت کی

شدت نہ ہوتو راحت کا مزہ کہاں سے آئے؟

ہونا تو یہ چاہئے کہ تیرے اردگرد اور تیرے ہاتھ میں ہمیشہ ایک کتاب ہو کیونکہ تجھے ایسا وقت بھی ملے گا جسے تو ضائع کردے گا اور کتاب وقت کی بہترین محافظ ہے، اس سے زمانے کی عمر لمبی ہوتی ہے (حوالا بالا)

خاصان خدا کو عقیدت............

حضرت مولانا محمد منظور نعمانیؒ ''تحدیث نعمت،، میں تحریر کرتے ہیں کہ خاصان خدا کو عقیدت ومحبت کے ساتھ صرف دیکھنے سے بھی ان کے ساتھ ایک نسبت قائم ہوجاتی ہے، اسی لئے جس کسی نے کسی صحابی کی زیارت کی اس کو تابعین میں اور جس نے کسی تابعین کی زیارت کی اس کو تبع تابعین میں شمار کیا جاتا ہے، بلکہ حق یہ ہے کہ مقبولین بارگاہ خداوندی کی صرف خواب میں زیارت بھی بڑی سعادت اور خوش بختی ہے اور کبھی کبھی اس کے بڑے غیر معمولی آثار و برکات ظاہر ہوتے ہیں۔

بزرگوں سے استفادہ کا طریقہ

مولانا نذرالحفیظ صاحب نے مفکر اسلام حضرت مولانا علی میاں صاحب ندویؒ سے سوال کیا کہ حضرت! بزرگوں سے استفادہ کا کیا طریقہ ہے؟

حضرت نے جواب میں فرمایا کہ ادب سکوت، انتظار، حسن استماع، ذہن کو خالی رکھنا، شبہات واعتراض سے ذہن کو پاک رکھنا، تنقید نہ کرنا، خاموش رہ کر یہ

سمجھنا کہ اللہ تعالی ان سے کام کی بات نکالے گا۔

''کو،،اور'' کی،، کا فرق ہے

ایک مرتبہ ٹرین میں ایک پنڈت نے حضرت مولانا محمد منظور نعمانی صاحبؒ سے سوال کیا کہ خدا کو آپ بھی مانتے ہیں ہم بھی مانتے ہیں، پھر آپ اپنے آپ کو مسلمان اور ہمیں کافر کیوں کہتے ہیں؟

حضرت نے جواب میں فرمایا کہ صرف ''کو،،اور'' کی،، کا فرق ہے، ہم خدا کو بھی مانتے ہیں اور خدا کی بھی مانتے ہیں، اس لئے مسلمان ہیں، آپ خدا کو تو مانتے ہیں مگر خدا کی نہیں مانتے اس لئے کافر ہیں، اس پر پنڈت کہنے لگا آپ نے مختصر جملے میں میرا مسئلہ حل کر دیا ورنہ میں نے یہ سوال کئی علماء سے کیا مگر وہ مجھے تسلی بخش جواب نہ دے سکے۔

کیا لائے ہو؟

حضرت مولانا علی میاں صاحب ندویؒ نے فرمایا کہ شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ فرماتے تھے کہ قیامت میں اللہ مجھ سے سوال کرے گا کہ کیا لائے ہو؟ تو میں دو آدمیوں کا نام پیش کروں گا (۱) مولانا محمد منظور نعمانی (۲) احقر خود (یعنی مولانا علی میاں ندوی)

مکہ کے سر سے ال اٹھا کر لے جائیں اور مدینہ......

ایک ہندوستانی عالم نے مکہ مکرمہ میں اپنے کسی عرب دوست سے

کہا کہ ''انا اذهب من المكة الى مدينة،فهل لك حاجة؟

انہوں نے مدینہ پر''ال،،داخل کرنے کی بجائے''مکہ،،پر داخل کردیا،عرب فاضل نے اس پر جواب دیا کہ میرا صرف اتنا کام ہے کہ آپ''مکہ،،کے سر سے''ال،،اٹھا کر لے جائیں اور''مدینہ،،چھوڑ آئیں (پرانے چراغ ج۲ص۲۳۲)

بلبل کو بہار لے جا کر مذکر بنا دیا

مولانا عاشق الٰہی صاحبؒ کے سامنے مشہور شاعر مولانا ولی اللہ صدیقی نے اپنی نظم کا یہ مطلع سنایا

جب سے مدینہ مرا وطن ہو گیا
جذبۂ دل مرا موجزن ہو گیا
مجھ میں بیدار ذوق سخن ہو گیا
بلبل نطق بھی نغمہ زن ہو گیا

آپ نے برجستہ فرمایا کہ بلبل کو بہار لے جا کر مذکر بنا دیا (ذکر صالحین)

اسلام کے صرف دو تہوار ہیں

اسلام کے اصل مذہبی وملی تہوار دو ہیں (۱) عید الفطر (۲) عید الاضحیٰ

ان کے علاوہ مسلمان جو تہوار مناتے ہیں ان کی کوئی مذہبی حیثیت اور بنیاد نہیں ہے، بلکہ اسلامی نقطۂ نظر سے ان میں سے اکثر خرافات ہیں۔

مسلمانوں کی اجتماعی زندگی اس وقت سے شروع ہوتی ہے جبکہ حضور ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ آئے، عیدین کا سلسلہ بھی اسی وقت سے شروع ہوا ہے۔

حضرت انس بن مالکؓ مدنی انصاری صحابی ہیں، آپ کا تعلق خزرج قبیلے کہ شاخ بنو عدی بن نجار سے ہے، آپ حضور کے خادم خاص تھے، آپ کی کنیت ابو حمزہ تھی یہ کنیت حضور نے آپ کے لئے تجویز کی تھی، حمزہ ایک سبزی کا نام تھا جسے یہ کھاتے نہیں تھے، آپ نے حضور کی دس سال خدمت کی ہے، حضور نے آپ کے مال واولاد کے لئے دعا دی تھی، اس کا اثر یہ تھا کہ ان کا ایک باغ تھا جہاں سال میں دو مرتبہ پھل لگا کرتے تھے، آپ کے پاس حضور کا ایک عصا مبارک تھا جب آپ کا انتقال ہونے لگا تو انہوں نے یہ وصیت کی کہ وہ عصا میرے ساتھ دفن کیا جائے چنانچہ وہ عصا ان کے پہلو میں رکھ دیا گیا۔ آپ بصرہ میں انتقال پانے والے سب سے آخری صحابی تھے۔

وہ روایت کرتے ہیں کہ

قدم النبی صلی الله علیه وسلم المدینة ولهم یومان یلعبون فیهما فقال ما هذان الیومان؟قالوا کنا نلعب فیهما فی الجاهلیة،فقال قد ابدلکم الله بهما خیرا منهما یوم الضحی ویوم الفطر (ابوداود)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے، تو اہل

مدینہ دو تہوار منایا کرتے تھے اور ان میں کھیل تماشے کیا کرتے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا اس کی کیا حقیقت اور حیثیت ہے، جواب دیا گیا کہ ہم جاہلیت میں یہ تہوار اسی طرح منایا کرتے تھے، حضور نے فرمایا کہ اللہ نے تمہارے ان دو تہواروں کے بدلے میں ان سے بہتر دو دن تمہارے لئے مقرر کر دیئے ہیں۔

روایت میں جملہ آیا کہ ''**کنا نلعب فیھما فی الجاھلیة**،، اسی لئے علماء حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کا جو زمانہ اور دور ہے اسے زمانہ جاہلیت سے تعبیر کرتے ہیں، ایک اور بات روایت سے یہ معلوم ہوتی ہے کہ بستی میں کوئی ایسا کام ہو رہا ہو جو اسلام کے مزاج و مذاق سے میل نہ کھاتا ہو تو بستی کا بڑا آدمی اس پر سوال کر سکتا ہے کہ یہ تم کیا کر رہے ہو اور یہ کیا ہو رہا ہے، جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال کیا کہ ''**ما ھذان الیومان**،، نیز روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اسلام میں دونوں عیدوں کا تصور اور اس کا آغاز اور ابتداء مدینہ منورہ سے ہوا ہے مکہ مکرمہ سے نہیں جیسا کہ روایت کے الفاظ بتا رہے ہیں کہ ''**قد ابدلکم اللہ بھما خیرا منھما یوم الاضحی ویوم الفطر**،،

فاعتبروا یاولی الابصار

بہادر شاہ ظفر کی قبر پر لکھا ہوا ہے

چودہ جمادی الاولی جمعہ کا روز وقت عصر
حالت قید و بیکسی تھی یہ گھڑی تھی کٹھن بہت

موت نے شاہ ہند سے عرض کیا وطن سے دور
خلد ہے آپ کا وطن اے ظفر جلا وطن
نیز تربت پر یہ بھی کندہ ہے ''فاعتبروایااولی الابصار،،
نہ قل ہو اور نہ پھول اور نہ میلا رہے
مرا مردہ سب سے اکیلا رہے
بہادرشاہ ظفر نے کہا تھا۔
لگتا نہیں ہے دل مرا اجڑے دیار میں
کس کی بنی ہے عالم ناپائیدار میں
بلبل کو نہ پاسبان سے نہ صیاد سے گلہ
قسمت میں قید تھی لکھی فصل بہار میں
کہدو ان حسرتوں سے کہیں اور جا بسے
اتنی جگہ کہاں ہے دل داغدار میں
عمر دراز مانگ کر لائے تھے چار دن
دو آرزو میں کٹ گئے دو انتظار میں
دن زندگی کے ختم ہوئے شام ہوگئی
پھیلا کے پاؤں سوئیں گے کنج مزار میں

سب سے محبوب نام محمد واحمد ہے

علامہ شامیؒ نے اس پر بحث کی ہے کہ کونسے نام افضل ہے، عبداللہ اور عبد الرحمٰن یا محمد واحمد پھر علامہ مناوی کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ عبداللہ اور عبدالرحمٰن ناموں کا افضل ہونا عبد سے شروع ہونے والے ناموں کے اعتبار سے ہے کیونکہ عرب لوگ عبدشمس اور عبددار وغیرہ نام رکھا کرتے تھے، تو یہ حکم ہوا کہ عبداللہ اور عبد الرحمٰن نام رکھا کرو اب یہ اس بات کہ منافی نہیں ہے کہ اللہ کے ہاں ناموں میں سب سے محبوب نام محمد اور احمد ہے کیونکہ اللہ نے اپنے نبی کے لئے وہی نام پسند کئے ہیں۔

نام محمد

حضرت امام شافعیؒ کے یہاں بیٹے کی پیدائش ہوئی، پوچھا گیا کیا نام رکھو گے؟ آپ نے فرمایا کہ ناموں میں پیارا نام میرے نزدیک محمد ہے (حضرت مولانا یوسف متالا صاحبؒ سے کوئی پوچھتا کہ میرے ہاں بیٹا پیدا ہوا ہے کیا نام تجویز کروں؟ تو حضرت کا جواب ہوتا محمد) حضرت امام شافعیؒ کے ہاں دوسرا بیٹا پیدا ہوا آپ نے اس کا نام بھی محمد تجویز کیا، حضرت کے دو ہی بیٹے تھے آپ نے دونوں کا نام محمد رکھا، نیز حضرت فرماتے تھے کہ اگر میرے دس بیٹے بھی ہوتے تو میں سب کا نام محمد رکھتا۔

عاشق النبی

حضرت مولانا حبیب الرحمٰن اعظمیؒ نے اعیان الحجاج میں ص ۴۳۱ پر تحریر کیا ہے کہ ابوالبرکات ایمن بن محمد ایک بزرگ گذرے ہیں چودہ پشتوں تک ان کے آباؤ اجداد کا نام محمد بیان کیا جاتا ہے، تیونس کے رہنے والے تھے، وہاں سے وہ قاہرہ آئے اور قاہرہ سے مدینہ منورہ حاضر ہوئے، یہ پہلے ہجو کی شاعری کرتے تھے، مدینہ منورہ پہنچکر اس سے توبہ کی اور عہد کیا کہ اب صرف نعت لکھوں گا، انہوں نے اپنا نام عاشق النبی رکھا تھا، ان کا انتقال ۳۴ےھ میں ہوا۔

شمس الدین جزری کا نسب نامہ

شمس الدین جزری صاحب حصن حصین کا نسب اس طرح ہے، محمد بن محمد بن محمد بن محمد بن علی، ان کے والد کے ہاں شادی کے بعد چالیس سال تک کوئی لڑکا پیدا نہیں ہوا، وہ حج کو گئے تو اس نیت سے زمزم پیا کہ اللہ مجھے لڑکا دے گا تو اس کو عالم بناؤں گا، چنانچہ بعد میں وہ عالم بنے بھی، ان کی مشہور تصنیف ہے حصن حصین یہ نہایت بابرکت اور مقبول کتاب ہے، اذکار وادعیہ ماثورہ میں یہ ایک مستند کتاب ہے۔

آقا نے خود جن کا نام محمد رکھا

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود جن کا نام محمد رکھا وہ اس طرح ہے

(۱) محمد بن طلحہ (۲) محمد بن عباس (۳) محمد بن انس (۴) محمد بن ثابت (۵) محمد

بن بلال (٦) محمد بن عمرو بن حزم وغیرہ (فیض القدیر ج ۵ ص ۴۵۳)

مفتی زین العابدین کی حضرت جی سے عقیدت

حضرت مفتی زین العابدینؒ کو حضرت جی مولانا یاسف صاحب کاندھلویؒ سے بڑی عقیدت ومحبت تھی، آپ نے اپنے کئی بیٹوں کا نام حضرت جی کے نام پر یوسف رکھا تھا، یوسف اول، یوسف دوم، یوسف سوم، یوسف رابع۔

جواب لاجواب

حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ سے علماء نجد نے سوال کیا کہ آپ لوگ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے ساتھ ''سیدنا،، کیوں استعمال کرتے ہو؟ اس کا ثبوت کہاں ہے؟

حضرتؒ نے فرمایا کہ حدیث پاک میں ہے ''**انا سید ولد آدم ولا فخر**،، اس میں ''سیدنا،، کا لفظ آیا ہے، اس پر وہ لاجواب ہوگئے۔

کچھ مواقع ایسے ہیں جہاں بسملہ نہیں پڑھنا ہے

حدیث پاک میں ہے ''**کل امر ذی بال لم یبدأ ببسم الله فهو اقطع**،،

مفہوم یہ ہے کہ ہر اچھے کام کی ابتداء بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے کی جائے ورنہ وہ کام ادھورا نامکمل اور بے برکت رہتا ہے۔

مگر یاد رہے کچھ مواقع ایسے ہیں کہ جہاں بسملہ نہیں پڑھنا ہے (۱) شراب

پیتے ہوئے (۲) زنا کرتے ہوئے (۳) جوا کھیلتے ہوئے (۴) چوری کرتے ہوئے (۵) رشوت لیتے ہوئے۔

مرحوم ضیاء الحق کے دور میں ہر پیڈ پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھنے کے احکامات کئے گئے تھے، جب بات پھیلی کہ انہیں بسم اللہ لکھے ہوئے کاغذوں پر رشوت اور غلط بیانی کے کام ہوتے ہیں، تو پھر بسم اللہ لکھنا ترک کر دیا گیا۔

جہاں بسملہ پڑھنا مکروہ ہے

(۱) سورۂ برأت کے آغاز میں جبکہ سورۂ انفال سے ملا کر پڑھے (۲) حقہ پیتے وقت (۳) بیڑی پیتے وقت (۴) سگریٹ پیتے وقت (۵) نسوار پیتے وقت (۶) نجاست کی جگہوں میں (۷) شرمگاہ کھولنے کے بعد۔

ذبح کے وقت بسملہ کا حکم

جانور کے ذبح کرتے وقت ''بسم اللہ، اللہ اکبر''، پڑھنا واجب ہے، دلیل

ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ وانہ لفسق (انعام ۱۲۱)

جس جانور پر (ذبح کے وقت) اللہ کا نام نہ لیا جائے اسے مت کھاؤ کیونکہ یہ سراسر گناہ کا کام ہے، یہ حکم اس وقت ہے جب جان بوجھ کر تسمیہ چھوڑ دیا جائے، اگر کوئی تسمیہ پڑھنا بھول جائے تو پھر جانور حلال ہے، دلیل

آقا علیہ السلام کا فرمان ہے ''**ان اللہ تجاوز عن امتی الخطا**

والنسیان وما استکرھوا علیہ،،

اللہ نے میری امت سے خطا ونسیان کو معاف کر دیا ہے اور اس گناہ سے بھی معافی عطا فرما دی ہے جس میں زبردستی مبتلا کیا گیا ہو۔

نوٹ پر تصویر دانش انحراف دین ہے

دیکھوں دیکھوں کیا عجوبہ ہے ذرا دینا ادھر
قائد اعظم کی ہے تصویر سو کے نوٹ پر
ذہن بھٹکا ہے یہ کس کا یہ ستم کس نے کیا
مری خوش طبعی میں شامل زہر غم کس نے کیا
مصلحت کہہ کر زبان حال سے دی جائے گی
کیا اسی تصویر سے رشوت بھی لی دی جائے گی
کیا مسلماں اس طرح بھی لائیں گے مجھ پر عذاب
کیا اسی تصویر سے جا کر خریدیں گے شراب
لوگ کیا کھیلیں گے مری روح کی تنویر سے
ملک بھر میں کیا جوا ہوگا اسی تصویر سے
نوٹ پر تصویر دانس انحراف دین ہے
یہ جناب قائد اعظم کی اک توہین ہے

مذکورۂ بالا نظم س وقت لکھی گئی تھی جب سو کے نوٹ پر حکومت نے محمد علی جناح کی تصویر چھاپی تھی۔

ملا دوازدہ

سہارنپور میں ایک مدرس تھے مولانا ثابت علی ان سے جب کوئی طالب علم حاشیہ دیکھ کر سوال کرتا تو دریافت فرماتے کہ یہ بتلاؤ حاشیہ کس کا ہے؟ پھر فرماتے کہ ملا دوازدہ کا قول معبر نہیں، جہاں حاشیہ ختم ہوتا ہے وہاں ۱۲ کا نمبر لکھا ہوا ہوتا ہے اس کو ملا دوازدہ فرمایا کرتے تھے، ۱۲ یہ حد کا نمبر ہے ح کے نمبر ۸ د کے نمبر ۴ آٹھ اور چار ملا کر ہوئے بارہ اس کا مطلب ہے کہ یہاں پہنچکر بات اپنی حد کو پہنچ گئی ہے۔

قرآن خوانی جائز ہے بشرطیکہ..........

شرکاء کی نیت رضاء الٰہی ہو، اہل میت کی شرم کی وجہ سے نہ ہو، شریک نہ ہونے والے پر نکیر نہ ہو، کوئی دن خاص نہ کیا جائے، اجتماعی قرآن خوانی کو ضروری نہ سمجھا جائے، جہاں ان شرائط کا لحاظ نہ کیا جائے وہاں قرآن خوانی کرنا درست نہ ہوگا۔

نوٹ! انفرادی قرآن خوانی اجتماعی قرآن خوانی سے بہتر ہے۔

اندھے بھی توجہ کر ہی آتے ہیں

جب مدینے کا کوئی مسافر پا جاتا ہوں

حسرت آتی ہے یہ پہنچا میں رہا جاتا ہوں (امیر)

علامہ اقبالؒ کو آخری دنوں میں سب سے بڑی آرزو یہ تھی کہ حج بیت اللہ سے مشرف ہوں، علامہ کو خبر ملی کہ بہاولپور کے ایک پیر صاحب جن کے علامہ سے

مراسم تھے حج کی تیاریوں میں مصروف ہیں،تڑپ اٹھے،ان دنوں علامہ کے ہاں ان کی چھوٹی بہن بھی آئی ہوئی تھی،ان سے حج کا اشتیاق ظاہر کیا،بہن نے کہا آپ کی صحت ٹھیک نہیں ہے اور آپ کی آنکھوں میں پانی بھی اتر رہا ہے ایسی حالت میں حج کا سفر کیسے کریں گے،آپریشن کے بعد چلے جائیے گا۔

علامہ نے اس پر فرمایا کہ آنکھوں کا کیا ہے،آخر اندھے بھی تو حج کر ہی آتے ہیں۔

بے نگاہی پہ مری نہ جائیں دیدہ ور مرے نزدیک آئے
میں یہیں سے مدینہ دکھادوں دیکھنے کا سلیقہ سکھادوں
روضہ پاک پیش نظر ہے سامنے مرے آقا کا در ہے
مجھ کو کیا کچھ نظر آرہا ہے تم کو لفظوں میں کیسے بتادوں

دعا میں عاجزی مطلوب ہے

حضرت زکریا علیہ السلام کی اولاد نہیں تھی،آپ نے اللہ تعالی سے دعا کی ''**رب انی وھن العظم منی واشتعل الراس شیبا ولم اکن بدعائک رب شقیا**،،

اے میرے رب! میری ہڈی کمزور ہوگئی اور سر میں سفیدی ظاہر ہوئی اور اے میرے رب میں تجھے پکار کر کبھی نامراد نہیں ہوا۔اس سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔

(۱)انسانی باڈی میں سب سے مضبوط عضو ہڈی ہوتی ہے جب وہ کمزور ہوگئی تو جسم کے باقی اعضاء کا کیا حال ہوگا،حضرت زکریا علیہ السلام نے ہڈی کا حوالہ دے کر اپنی انتہائی درجہ کا عجز ظاہر کیا،معلوم ہوا کہ دعا میں عاجزی کا پہلو مطلوب ہے۔

(۲)انسان دعا میں اپنے اوپر ہونے والی نعمت ورحمت کا حوالہ دے۔

(۳)اپنی سابقہ دعا کو نئی دعا کا وسیلہ بنائے۔

موت کی خبر دینا کیسا ہے؟

نئے سفر کا جو اعلان بھی نہیں ہوتا
تو زندہ رہنے کا ارمان بھی نہیں ہوتا
تمام پھول وہی لوگ توڑ لیتے ہیں
وہ جن کے کمروں میں گلدان بھی نہیں ہوتا
خموشی اوڑھ کے سوئی ہیں مسجدیں ساری
کسی کی موت کا اعلان بھی نہیں ہوتا
وبانے کاش ہمیں بھی بلا لیا ہوتا
تو ہم پر موت کا احسان بھی نہیں ہوتا

(راحت اندوری)

کسی کی موت اور انتقال کی خبر دینا کیسا ہے؟اس سلسلہ میں دو باتیں

روایت میں آئی ہیں،ایک سے ممانعت اور دوسرے سے جواز معلوم ہوتا ہے، تطبیق کی صورت کیا ہوگی؟ جانتے ہیں۔

حدیث میں اس کے لئے لفظ آیا ہے ”نعی،،حدیث میں ہے ”ایاکم والنعی،فان النعی من عمل الجاهلية ،، ”نعی،، کے معنی ہے خبر دینا،حضرت حزیفہؓ کی وصیت تھی کہ ”اذا مت فلا تؤذنوا بی احداً انی اخاف ان یکون نعیاً انی سمعت رسول الله ینهی عن النعی (ترمذی)

جب میں وفات پا جاؤں تو میرے مرنے کا اعلان مت کرنا مجھے ڈر ہے کہ یہ بات نعی ہوگی، کیونکہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نعی سے منع فرماتے ہوئے سنا ہے۔

حضرت ابو ہریرۃؓ فرماتے ہیں ”نعی لنا رسول الله صلی الله علیه وسلم النجاشی صاحب الحبشة،یوم الذی مات فیه (بخاری)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حبشہ کے نجاشی کی وفات کی خبر دی اسی دن جس دن ان کا انتقال ہوا تھا۔

اور حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں ”ان النبی صلی الله علیه وسلم نعی زیداً و جعفراً و ابن رواحة للناس،قبل ان یاتیهم خبرهم وعیناه تذرفان (بخاری)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی اطلاع کے پہنچنے سے پہلے زید،جعفر

اور ابن رواحہ کی شھادت کی خبر صحابہ کو سنادی تھی ،اور مسلم شریف کی روایت کا مفہوم ہے کہ مسجد نبوی میں جھاڑو دینے والی خاتون کی وفات پر آپ کو اس کی وفات کی خبر نہ دی گئی بعد میں آپ کو معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا ''افلا کنتم آذنتمونی بہ، تم لوگوں نے مجھے اس کی وفات کی خبر کیوں نہ دی۔

دونوں جگہ حدیث میں لفظ ''نعی ،، آیا ہے جس کا معنی ہے موت کی خبر دینا۔

ایک جگہ یہ معنی منع (ممانعت) کے قبیل سے ہے،اور دوسری جگہ جواز کے قبیل سے ہے۔

اس سے معلوم یہ ہوا کہ ''نعی ،، کی متعدد اقسام ہیں،ان میں سے بعض نعی کی ممانعت ہے اور بعض نعی کی اجازت ہے۔

ممنوع نعی وہ ہے جو زمانہ جاہلیت کا طریقہ تھا کہ جب کوئی مرجاتا تو ایک آدمی کسی جانور پر سوار ہو کر گلی کوچوں میں گھوم گھوم کر اور چیخ چیخ کر اس کی موت کا اعلان اور تشہیر کرتا نوحہ خوانی کرتا اور اس کی تعریف میں مبالغہ کرتا، یہ نعی ممنوع ہے۔

البتہ جس اعلان سے مقصد محض میت کے جنازہ کی خبر دینا ہو چاہے لاؤڈ اسپیکر سے ہو، واٹس ایپ کے توسط سے ہو یا فیس بک کے توسط سے ہو تو اس اعلان میں کوئی حرج نہیں ہے۔

وہاٹس ایپ گروپ ایک مجلس کے حکم میں ہے

عن علی بن ابی طالب قال یجزی عن الجماعة اذا مروا ان یسلم احدهم ویجزی عن الجلوس ان یرد احمدهم (رواہ البیہقی فی شعب الایمان مرفوعاً)

حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں جب لوگوں کی جماعت کا گزر ہوتو ان کی طرف سے ایک آدمی کا سلام کرنا کافی ہے،اور جو بیٹھے ہوئے ہیں ان کی طرف سے ایک آدمی کا جواب دینا کافی ہے۔

مذکورۂ بالا ارشاد کی روشنی میں وہاٹس ایپ گروپ بھی ایک مجلس کے حکم میں ہے،اس میں کسی کی طرف سے کئے گئے سلام کا جواب گروپ میں سے کوئی ایک آدمی دیدے تو پورے گروپ ممبران کی طرف سے وجوب ادا ہوجائے گا بشرطیکہ کسی مخصوص شخص کا نام لے کر سلام نہ کیا گیا ہو ورنہ اسے ازخود جواب دینا پڑے گا۔

علامہ مناویؒ تحریر کرتے ہیں کہ ”**ان القلم احد اللسانین المعبرین عما فی القلب**،،

قلم بھی ایک قسم کی زبان ہے جو دلی کیفیت کو ظاہر کرتی ہے،اور ہدایہ میں ہے”**و الکتاب کالخطاب**،، لکھنا بولنے کی طرح ہے۔

لکھے ہوئے سلام کا جواب لکھ کر ہی دینا مستحب ہے،اصل زبان سے جواب دینا ہے جو واجب ہے۔

صرف اس سلام کا جواب دینا واجب ہے جو 'تحیت،، کے لئے ہو یعنی بنیادی طور پر زیارت و ملاقات کے لئے آیا ہو، اگر تحیت نہ ہو جیسا کہ بھیک مانگنے والا شخص (یہ سلام سوال کی علامت ہے) قاضی کے پاس مقدمہ لے کر آنے والا، مفتی کے پاس مسئلہ معلوم کرنے کے لئے آئے ہوئے افراد سلام کریں تو سلام کا جواب دینا لازم نہیں ہوتا کہ یہ افراد ملاقات کے لئے نہیں آئے تھے بلکہ کسی اور کام کے لئے آئے تھے۔

اسی طرح واٹس ایپ میں لکھے ہوئے اسی سلام کا جواب دینا ضروری ہے جو سلام سلام تحیت ہو، یعنی حال احوال دریافت کرنے، تعلقات رکھنے، بڑھانے کے لئے میسیج کیا ہو اپنے کسی اور کام کے لئے میسیج نہ کیا ہو۔

جو لوگ مسجد میں تلاوت کرنے، تسبیحات یا نماز کے انتظار میں بیٹھے ہوتے ہیں وہ ملاقات کے لئے نہیں بیٹھے ہوتے لہذا یہ سلام کا موقع نہیں، تو آنے والا شخص انہیں سلام نہ کرے، اگر سلام کیا تو جواب میں اختیار ہے چاہے سلام کا جواب دے چاہے نہ دے۔

نماز میں قرأت فرض ہے سورۂ فاتحہ پڑھنا واجب ہے

نماز میں نفس قرأت فرض ہے اور سورۂ فاتحہ کا پڑھنا واجب ہے، امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ پورے قرآن کریم میں سے کہیں سے بھی قرآن کریم کا تھوڑا سا حصہ پڑھنا فرض ہے، چاہے وہ سورۂ فاتحہ ہو یا دوسری سورتوں میں سے کچھ

پڑھا جائے، مطلق تلاوت وقرأت فرض ہے البتہ خاص سورۂ فاتحہ کا پڑھنا واجب ہے، فرض نہیں۔

اگر کسی نے نماز میں قرآن کریم میں سے تو کچھ قرأت کرلی لیکن سورۂ فاتحہ پڑھنا بھول گیا تو اس پر سجدۂ سہو واجب ہوگا، اور اگر سورۂ فاتحہ جان بوجھ کر چھوڑ دے تو نماز کا اعادہ (لوٹانا) واجب ہوگا۔

ائمہ ثلاثہ کے نزدیک نماز میں سورۂ فاتحہ کی تلاوت فرض ہے اس کے بغیر نماز نہیں ہوگی۔

کثرت الاسماء تدل علی شرف المسمی

عربی میں محاورہ ہے ''کثرت الاسماء تدل علی شرف المسمی،، ناموں کی کثرت کا ہونا اس چیز کے مشرف ہونے کو بیان کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے اسماء بھی کئی ہیں۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی بیشمار اسماء ہیں، قرآن کریم کے بھی بیشمار نام ہیں، اسی طرح سورۂ فاتحہ کے بھی تقریباً بیس اسماء ہیں اور تمام اسماء تقریباً توقیفی یعنی الہامی ہے، اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتائے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو بتائے۔

دنیا میں آج دو باتوں کا چرچہ ہے

دنیا میں آج دو باتوں کا چرچا ہے، جسے دیکھئے وہ یہ چاہتا ہے کہ لوگوں میں اس کا نام ہو جائے، اور اس کے گھر یا خاندان میں کسی بچے کا تولد ہو تو اس کا ایسا نام

رکھا جائے جوانوکھا ہو۔

قرآن کریم کہتا ہے''ومن احسن قولا ممن دعا الی اللہ وعمل صالحا وقال اننی من المسلمین.

تو قرآن کریم تو یہ کہتا ہے کہ پہلے کام ہے پھر نام ہے،خواجہ عزیز الحسن مجذوبؒ فرماتے ہیں ۔

کامیابی تو کام سے ہوگی
نہ کہ حسن کلام سے ہوگی
ذکر کے التزام سے ہوگی
فکر کے اہتمام سے ہوگی

یہاں بھی کام پہلے ہے نام بعد میں ہے۔

رہی بات شہرت اور ناموری کی تو منور رانا کہتے ہیں کہ یہ چیز ہر گھڑی خطرہ میں رہتی ہے ۔

بلندی دیر تک کس شخص کے حصہ میں رہتی ہے
بہت اونچی عمارت ہر گھڑی خطرے میں رہتی ہے
محبت میں پرکھنے جانچنے سے فائدہ کیا ہے
کمی تھوڑی بہت ہر اک کے شجرے میں ہوتی ہے
بہت جی چاہتا ہے قید جاں سے ہم نکل جائیں

تمہاری یاد بھی لیکن اسی ملبے میں رہتی ہے

ہمارے اکابر گمنامی کو پسند کرتے تھے اور ہمارا حال اس کے بالکل برعکس ہے، حضرت شیخ الحدیثؒ کی چاہت یہ تھی کہ ۔

رہئے اب ایسی جگہ چل کر جہاں کوئی نہ ہو
ہم سخن کوئی نہ ہو اور ہم زباں کوئی نہ ہو
بے در و دیوار سا اک گھر بنایا چاہئے
کوئی ہم سایہ نہ ہو اور پاسباں کوئی نہ ہو
پڑے گر بیمار تو کوئی نہ ہو تیمادار
اور اگر مر جائے تو نوحہ خواں کوئی نہ ہو

دوسری چیز ہے بچے کا نام رکھنا، آج کل لوگوں کا مزاج یہ بن گیا ہے کہ ہم بچے کا ایسا نام رکھے جو اس سے پہلے کسی نے رکھا ہی نہ ہو، حالانکہ کہا جاتا ہے کہ ''اولڈ از گولڈ،،

مسلمانوں میں چل نکلا یہ عجب رواج ہے
نام انوکھا رکھنے کا چل نکلا غضب رواج ہے
کہتے ہیں ایسا نام بتاؤ جو کسی نے چنا نہ ہو
اور اس سے پہلے کسی نے کبھی سنا نہ ہو
انگریز تو کہتے ہیں اولڈ از گولڈ ہے

مگر ہمارے یہاں اس معاملے میں جھول ہے

اس سلسلہ میں ایک کلام اور ہے ۔

اب رہا پرکھوں کی روایت کا نہ کوئی لحاظ ہے
نیو جنریشن نیا کلچر نیا مزاج ہے
نام کے سلسلے میں بس اتنا یاد رکھئے
جہاں موقع ملے وہاں یہ بات رکھئے
کہ جس گھر میں پیدا لڑکی ہو یا لڑکا ہو
نام ایسا ہو جس کا مفہوم اچھا ہو
امید ہے باتیں یہ مری رنگ لائے گی
کسی نہ کسی کے من کو تو بھائے گی

نبی کے نام مفرد ہوئے ہیں

نبی کے نام مفرد ہوئے ہیں جیسے آدم عیسی موسی محمد ادریس، یونس، صالح، ہود، لوط، اسمعیل، اسحٰق، یعقوب وغیرہ

علامہ خالد محمود صاحبؒ فرماتے تھے کہ یہ بھی ان کے نبی ہونے کی ایک علامت ہے، سچے نبی کے نام مفرد اور جھوٹے نبی کا نام مرکب ہوتا ہے جیسے غلام احمد۔

ایسی مباشرت کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی اولاد.....

عن ابن عباسؓ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لو ان احدكم اذا اراد ان ياتى اهله قال بسم الله اللهم جنبا الشيطان وجنب الشيطان مارزقتنا فانه ان يقدر بينهما ولد فى ذلك لم يضره شيطان ابداً (متفق علیہ)

آقا نے فرمایا جب تم میں سے کوئی بیوی کے پاس جاتے وقت اللہ کے حضور میں یہ عرض کرلیا کرے، بسم اللہ! اے اللہ! تو شیطان کے شر سے ہم کو بچا اور ہم کو جو اولاد دے اس کو بھی بچا، تو اگر اس مباشرت کے نتیجے میں ان کے لئے بچہ مقدر ہوگا تو شیطان اس کو کبھی نقصان نہ پہنچا سکے گا، اور وہ ہمیشہ شیطان کے شر سے محفوظ رہے گا۔

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ اس حدیث سے مفہوم ہوتا ہے کہ اگر مباشرت کے وقت اللہ سے اس طرح دعا نہ کی اور خدا کی طرف سے بالکل غافل ہوکر بہائم کی طرح بس اپنے نفس کا تقاضہ پورا کرلیا تو ایسی مباشرت کے نتیجے میں پیدا ہونے والی اولاد شیطان کے شر سے محفوظ نہیں رہے گی، اس کے بعد فرماتے ہیں

ازیں جاست فساد احوال اولاد و تباہ کاری ایشاں

یعنی اس زمانہ میں پیدا ہونے والی نسل کے احوال، اخلاق، عادات جو

عام طور سے خراب و برباد ہیں تو اس کی خاص بنیاد یہی ہیں (معارف الحدیث ج ۵ ص ۱۴۵)

مرغوں کا مدفن

حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحبؒ فرماتے ہیں کہ میں بچپن میں اللہ کی تلاش میں ایک پیر کے پاس گیا جو مریدوں کے مرغے کھا کھا کر گویا ''مرغوں کا قبرستان،، بن گیا تھا، جس پر میرا شعر ہے ۔

ہزاروں مرغے بنا کے مدفن ترے بدن میں جو سو گئے ہیں
انہی کے دم سے یہ ترے اعضاء بھی موٹے موٹے سے ہو گئے ہیں

نیز فرمایا جب کسی بستی میں (ایسے) پیر کے آمد کی خبر مرغوں کو ہوتی ہے تو وہ سہم جاتے ہیں ۔

سارے مرغے یہ خبر سن کر سہم جاتے ہیں
جب وہ سنتے ہیں کہ بستی میں کوئی پیر آیا

اور جو اپنے مریدوں سے یوں کہتے ہیں ۔

بغل میں تو اگر مرغی نہ لایا
برابر ہے کہ تو آیا نہ آیا

ایسے پیروں سے متعلق میرا شعر ہے ۔

حال ترا جال ہے مقصود ترا مال ہے
کیا خوب تری چال ہے لاکھوں کو اندھا کر دیا

(مواعظ درد محبت ج ٦)

اضافہ۔ایسے پیٹ پرست پیروں سے متعلق خطیب الامت حضرت مولانا ابراراحمد صاحب دھلیویؒ فرماتے تھے کہ دنیا کمائی مکر سے اور پیٹ بھرا شکر سے۔

مرغ کھانے کی ہے یہی اک راہ....

ڈاکٹر عبدالحئی عارفی صاحبؒ اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے ۔

ان سے ملنے کی ہے یہی اک راہ
ملنے والوں سے رہ پیدا کر

پھر فرمایا کہ ایک صاحب علی گڑھ یونیورسٹی کے اسٹوڈنٹ تھے میرے ساتھ کر دیئے گئے، میرے شیخ نے ان کو میرے ساتھ کر دیا تھا،ان کو میرے ساتھ دعوت میں مرغے کھانے کو ملے،ایک رات وہ مجھ سے کہنے لگے کہ آپ نے جو یہ شعر پڑھا تھا کہ ۔

ان سے ملنے کی ہے یہی اک راہ
ملنے والوں سے رہ پیدا کر

اس پر میں نے بھی اک شعر بنایا ہے، میں نے کہا کہ اچھا اس شعر کے مقابلے میں کونسا شعر آپ نے بنایا، کہنے لگے میرا شعر ویسا نہیں ہے جیسا آپ نے پڑھا لیکن سن لیجئے اچھا ہے ۔

مرغ کھانے کی ہے یہی اک راہ
کھانے والوں سے رہ پیدا کر

کچھ نہ پوچھو کباب کی لذت

فرمایا کہ ''کباب،، مجھے بہت پسند ہے اس پر میرا شعر ہے ۔

کچھ نہ پوچھو کباب کی لذت
ایسے جیسے شباب کی لذت

(مواعظ درد محبت ج۵ ص۲۲)

اضافہ۔جن حضرات کے بالوں میں سپیدی (سفیدی) آجانے کی وجہ سے وہ ''خضاب،، کا استعمال کرتے ہیں اس پس منظر میں اس شعر کا مزہ لیجئے ۔

نہ پوچھو خضاب کی لذت
ایسے جیسے شباب کی لذت

آگے آگے دیکھئے ملتا ہے کیا

فرمایا کہ غالب نے کہا تھا ۔

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا
آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

حکیم اختر صاحب فرماتے ہیں، یہ تو غم مجاز ہے، میں نے اسے بدل دیا اللہ تعالیٰ کا غم وہ چیز ہے کہ جہاں ابتداء ہی میں خوشی ملتی ہے ۔

ابتدائے عشق ہے ہنستا ہے کیا
آگے آگے دیکھئے ملتا ہے کیا

ہیبت حق است ایں از خلق نیست

حضرت تھانویؒ نے ایک مولوی صاحب کے جواب میں فرمایا کہ میں کب کہتا ہوں کہ بادشاہ کو ,,ڈھیلا،، یعنی حد سے زیادہ نرم ہونا چاہئے، میں تو یہ کہتا ہوں کہ ,,ڈھیلا،، بمعنی کلوخ،، یعنی زیادہ سخت نہ ہونا چاہئے۔ بادشاہ کو حضرت عمرؓ جیسا بنکر رہنا چاہئے، حق تعالی سے ہیبت کرنے میں خاص اثر ہوتا ہے کہ اس کی ہیبت دوسروں کے قلب میں ہوتی ہے۔ مولانا رومؒ فرماتے ہیں

ہر کہ ترسید از حق وتقوی گزید ترسد از وے جن وانس وہر کہ دید

نیز فرماتے ہیں

ہیبت حق است ایں از خلق نیست ہیبت از مرد صاحب دلق نیست

(الافاضات الیومیہ ج ا ص ۴۲۶)

الفاظ کی تو تسہیل ہوسکتی ہے مگر.......

فرمایا کہ ایک صاحب بیان القرن کی تسہیل پر ,,تقریظ،، لکھوانا چاہتے تھے سمجھ میں نہیں آیا کہ الفاظ کی تو تسہیل ہوسکتی ہے مگر جو مضمون علمی ہے ان کو سہل کرنے کی کیا صورت ہے۔ دیکھئے اگر اقلیدس کو کوئی اردو میں لکھے تو کیا اس کی شکلوں کو بھی جو کہ اثبات ہے خاص دعوؤں کا اس معنی کر سہل کر سکتا ہے کہ ہر شخص سمجھ لیا کرے، میں نے ان صاحب سے کہا کہ اسکا جو مقدمہ لکھا گیا ہے جس میں آپ کہتے ہیں کہ سب التزامات ورعایات ظاہر کر دی گئیں ہیں اس مقدمہ کو میرے پاس بھیجدو

اوراس کے ہر نمبر کے ساتھ دو دو تین تین مثالیں بھی کہ مثلاً فلاں مقام کی تسہیل میں یہ رعایتیں کی گئیں میں ان کو دیکھ کر خاص ان مقامات پر تقریظ لکھ دوں گا اور آپ کی رعایت سے اتنا اور لکھ دوں گا کہ امید ہے کہ اور مقامات کی تسہیل بھی ایسی ہی ہوگی، وجہ اس تقیید کی یہ ہے کہ تقریظ حقیقت ہے'' شہادت،،اور بلا مشاہدہ کے'' شرعاً شہادت جائز نہیں،، یہ بڑا ظلم ہے، میں تو یہ کرتا ہوں کہ ان مقامات کی تعیین لکھ دیتا ہوں کہ فلاں مقام سے فلاں مقام تک دیکھا ایسا پایا پھر اس میں کوئی شبہ نہیں رہتا ہے کہ آپ نے اس پر تقریظ لکھی ہے اور اس میں فلاں مضمون مدوش ہے، اس کے بعد اگر کوئی اعتراض کرے تو جواب میں کہا جاسکتا ہے کہ بقیہ مقامات کی نسبت'' امید کا لفظ تھا،، مگر'' امید غلط نکلی،، مزاحاً فرمایا کہ'' امید تھی مگر بچہ نہیں ہوا،، ان احتیاطوں کی وجہ سے بعض لوگوں نے یہاں کا نام رکھا ہے'' نرالا،، چنانچہ کہتے ہیں کہ بھائی وہاں کا تو'' دربار ہی نرالا ہے۔

دادا تھے اب دادہ ہوگئے

ایک استفتاء آیا تھا جواب تحریر فرمایا کہ اس واقعہ میں ماں اور دادا کو حصہ ملا اور سب محروم رہے مزاحاً فرمایا کہ پہلے یہ'' دادا،، تھے اب ترکہ ملنے کے بعد'' دادہ،، ہوگئے۔

ناگوار ہوجاتا ہے

فرمایا کسی کو تکنا اچھا نہیں معلوم ہوتا بعضوں کو ناگوار ہوتا ہے، اس پر مزاحاً

فرمایا کہ پھر وہ ''ناگ وار،، (سانپ کے مشابہ) ہو جاتا ہے۔

مسلمانوں کو جمع غائب کا صیغہ یاد ہے

فرمایا کہ مسلمانوں کو ''جمع غائب،، کا صیغہ یاد ہے یعنی جو جمع آئی ''غائب،، کردی اور ہندوؤں کے یہاں ''جمع حاضر،، ہے، یہ جو کچھ جمع کر لیتے ہیں اس میں سے پھر صرف نہیں کرتے۔

مہاجن

ایک صاحب نے ایک '' مہاجن،، کی حکایت بیان کی، جس کو میں ''مہاجن بکسر الجیم،، کہا کرتا ہوں یعنی ''بڑا جن،،۔

کلہ سر

فرمایا کہ منجملہ اسرار کے پانچ فن ہیں کیمیا، لیمیا، ہیمیا، سیمیا، ریمیا اس وقت یاد نہیں رہا کہ ان میں سے وہ کونسا فن ہے کہ جس سے روح کے منتقل کرنے کا تصرف حاصل ہو جاتا ہے پہلے مجھ کو ان کا نام یاد نہیں رہتا تھا تب میں نے ہر ایک کا اول حرف لے کر ایک مجموعہ بنایا ہے ''کلہ سر،، اور مجموعہ بھی موزوں ہے کیونکہ یہ سب علوم مخفی ہیں، اس میں یہ بھی لطیفہ ہے۔

روشن دماغ

حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتویؒ نے ''نعلدار جوتہ،، کا نام ''روشن دماغ،، رکھا تھا واقعی روشن دماغ ہی ہے، اسی واسطے حکومت کی ضرورت

ہے، بریلی کے ایک شخص یہاں رہتے تھے ذکر و شغل کرتے تھے اور کبھی کبھی وساوس کی شکایت بھی کرتے تھے، میں ان کو تسلی کر دیتا تھا بس ایک روز جوش میں بھرے ہوئے آئے اور کہنے لگے کہ اب تو جی چاہتا ہے کہ میں عیسائی ہو جاؤں، میں نے ایک دھول رسید کیا اور کہا کہ نالائق اسی وقت عیسائی ہو جا، اسلام کو ایسے ننگ اسلام کی ضرورت نہیں، اسلام بے نیاز ہے ایسے نالائقوں اور بدفہمیوں سے اس کے بعد ان کو کبھی کسی قسم کا وسوسہ پیدا نہیں ہوا، یہ ''دھول،، کی برکت تھی کہ سب ''دُھول،، جھڑ گئی۔

تصنیف میں تو چہرہ ایسا دلفریب اور....

فرمایا کہ لوگ میری کتابیں دیکھ کر معتقد ہو جاتے ہیں، سخت غلطی ہے یہاں آ کر کہتے ہوں گے کہ تصنیف میں تو چہرہ ایسا ''دلفریب،، اور یہاں دیکھو تو ''اورنگ زیب،، اس لئے کہ میں اصلاح اور تربیت کی بنا پر روک ٹوک اور تعلیم کرتا ہوں، اگر کوئی بے ہودگی کرتا ہے تو مواخذہ کرتا ہوں اس وجہ سے مجھ کو سخت سمجھتے ہیں لیکن اگر یہ طرز اختیار نہ کروں تو اصلاح کیسے ہو، آج کل اکثر طبائع شریف نہیں رہیں کہ نرمی سے اعمال قبول کرلیں۔

فلوس اور خلوص

فرمایا کہ متکبر امراء کو تو منہ ہی نہ لگانا چاہئے ان کے دماغوں میں فرعونیت بھری ہوتی ہے الا ماشاء اللہ، غرباء بیچارے محبت سے پیش آتے ہیں میں تو اکثر

کہا کرتا ہوں کہ امراء کے پاس ''فلوس،، ہوتا ہے اور غرباء کے پاس ''خلوص،، ہوتا ہے جو امراء کے پاس کم ہوتا ہے۔

درستی ہوتی ہے درشتی نہیں ہوتی

حضرت مولانا فضل رحمٰن صاحب گنج مرادآبادیؒ کے مزاج سے متعلق فرمایا کہ ان حضرات میں تادیب کے وقت بھی کبر نہیں ہوتا ''حدت،، ہوتی ہے ''شدت،، نہیں ہوتی ''درستی،، ہوتی ہے ''درشتی،، نہیں ہوتی۔

نازاور نیاز

فرمایا کہ نقشبندیہ میں ناز کی شان غالب ہوتی ہے اور چشتیہ میں ''نیاز کی۔

درمیانی راستے ہی کا نام تو صراط مستقیم ہے

حضرت مولانا ذوالفقار احمد صاحبؒ (سابق استاذ الحدیث دار العلوم فلاح دارین، ترکیسر) تحریر فرماتے ہیں کہ خطیب حضرت مولانا ابرار احمد صاحب دھلویؒ ذرا بیمار ہوجاتے تو فرماتے ہمارے خاندان کی عمریں کم ہوئی ہیں، بڑا ڈر لگتا ہے، کوئی عمل پلے میں نہیں ہے، میں کہتا کہ ''آپ ''دھلوی ہیں، دھلے دھلائے ہیں،، آپ کو کیا ڈر ہے، ڈر تو ہمیں ہے کہ ''ہم مدھیہ پردیش کے ہیں،، اور ''مدھیہ،، درمیان کو کہتے ہیں اور درمیان والا چاروں طرف سے ملوث رہتا ہے،، یہ سن کر فرماتے ''ارے تم تو امت وسط ہو درمیانی راستے ہی کا نام تو صراط مستقیم ہے۔

’’تلوار وشیر کے درمیان ’’ابن شجاع،،ہی رہ سکتا ہے

مولانا موصوف لکھتے ہیں کہ خطیب الامتؒ جب ’’مسلم شریف،، پڑھاتے تھے تب ان کی درس گاہ میری درس گاہ اور مولانا شیر علی صاحب کی درس گاہ کے درمیان تھی، مذاق میں فرماتے کہ’’ ہم تلوار اور شیر کے درمیان ہیں،، ’’ادھر ذوالفقار، ادھر شیر علی،، اللہ تعالی ہی خیر کرے،اور’’ تلوار وشیر کے درمیان ’’ابن شجاع،، ہی رہ سکتا ہے،،خطیب الامتؒ کے والد کا اسم گرامی ’’شجاع الدین،، تھا۔

داد

حضرت خطیب الامتؒ کبھی فرماتے کہ میں کسی جلسے یا تقریب میں مولویوں کے ساتھ جاتے ہوئے گھبراتا ہوں، میں نے کہا کیوں؟ فرمانے لگے یہ قوم ایسی ہے چاہے کتنی ہی قیمتی بات کہو، کتنا ہی برسوں کے مطالعہ کا تجربہ بیان کرو، اللہ کے بندے ذراسی ’’داد،، بھی نہیں دیتے ، میں ہنستے ہوئے کہتا اچھا اب میں آپ کو’’ داد،، دیا کروں گا، فرمانے لگے’’ داد،، کا مرض تو میرے پیروں میں برسوں سے موجود ہے تم اور’’ داد،، دینے کا ارادہ رکھتے ہو(خطیب الامتؒ کے پنجوں پر کھجلی اور داد کے نشان تھے)

پھر بھی یکسوئی نہیں ہے

ہسپتال میں آپ کے ہاتھ میں سوئی لگی ہوئی تھی، اس پر فرمایا کہ’’ ہاتھ میں

سوئی لگی ہوئی ہے پھر بھی یکسوئی نہیں ہے،،۔

کرسی ،اور کس مپرسی

فرمایا کہ وعظ کے لئے ''کرسی،، پر بیٹھ کر میں ''کس مپرسی،، کی حالت میں آجاتا ہوں۔

ولدینا مزید

حضرت مولانا ذوالفقار احمد صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ '' دمن میں ابو طالب کے گھر میں دسترخوان پر میں نے اپنی پلیٹ سے ایک بوٹی اٹھا کر مولانا کو دی تو فرمانے لگے''ولدینا مزید،، چونکہ مولانا کی پلیٹ میں پہلے سے کئی بوٹیاں رکھی ہوئی تھیں،اس لئے یہ آیت پڑھی۔

مدا اصلی

قاری محمد صدیق صاحب سانسرودی مدظلہ ایک ''شہد فروش،، سے پوچھ رہے تھے کہ بھائی! ''مدھ اصلی ہے یا نہیں، سچ بتانا،ہم نہیں جانتے،خطیب الامت کا ادھر سے گذر ہو رہا تھا سن کر فرمایا کہ '' قاری لوگ ہی مدا اصلی کو نہیں پہچانیں گے تو کون پہچانے گا؟۔

''طحاوی،، پر حاوی ہے

جامعہ اسلامیہ ڈابھیل کے ایک مدرس جو''طحاوی،، پڑھاتے تھے،ان کے متعلق فرمایا کہ یہ''طحاوی،، پر حاوی ہے۔

خانقاہ کوئی دوکان ہے جس کو آپ کھولیں گے

حضرت مولانا ذوالفقار احمد صاحبؒ فرماتے تھے کہ حضرت مولانا ابرار احمد صاحبؒ میرے الٹے سلٹے بیان اور تقریر کی بڑی داد دیتے اور فرماتے یہ بات کہی پتے کی، کبھی سالانہ جلسہ کے وقت مجھے زیادہ مصروف دیکھ کر فرماتے کہ مدرسہ کے اتنے کام کیوں اوڑھ لیتے ہو، ترس آتا ہے، مر جاؤ گے، کوئی یاد بھی نہ کرے گا، میں کہتا اب تو میں ایک خانقاہ '' کھولنے والا ہوں، فرماتے '' کیا خانقاہ کوئی دوکان ہے جس کو آپ کھولیں گے،،۔

ہم لوگ موقعین میں سے ہیں تو دستخط کر دیتے ہیں

حضرت مولانا ذوالفقار احمد صاحبؒ سے بطور مذاق فرماتے، فلاح دارین میں '' مولانا عبداللہ صاحب پر اللہ تعالیٰ کوئی اسکیم الہام فرماتے ہیں، وہ '' ذوالفقار کو کہتے ہیں،، ذوالفقار اس کو مدلل کر دیتا ہے، مولوی رشید صاحب اس کو سرکلر میں لکھتے ہیں اور ہم لوگ موقعین میں سے ہیں تو دستخط کر دیتے ہیں۔

تبرک

ایک صاحب حضرتؒ سے کہنے لگے مولانا! میرے پاس ایک صدی سے بھی زائد بزرگوں کے تبرکات موجود ہیں۔

برجستہ فرمایا کہ میرے پاس اس سے بھی بہت پہلے کا تبرک موجود ہے، اس نے فرط مسرت سے تعجب کے انداز میں بڑی تیزی سے

پوچھا، مولانا! بتلایئے وہ کیا ہے؟ فرمایا لوح محفوظ سے آیا ہوا قرآن کریم۔

مہتمم...........

مولانا منظور احمد مینگل صاحب کا ملفوظ ہے کہ مہتمم بنو یا مہتمم کا بیٹا بنو یا مہتمم کا داماد بنو یا مہتمم کا چمچہ بنو پانچواں نہ بنو ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔۔

متفرق اشعار

کوئی کچھ بھی کہے میں یقیں نہیں کرتا
مجھے تو یہ ہے پتہ آدمی بھلے ہو تم

جو دین کی باتیں اخلاص سے سکھاتے ہیں
شاہ وقت بھی ان کے پاؤں دباتے ہیں

آپ آئے تو بہاروں نے لٹائی خوشبو
پھول تو پھول تھے کانٹوں سے بھی آئی خوشبو

کاغذ کی یہ مہک، یہ نشہ روٹھنے کو ہے
یہ آخری صدی ہے کتابوں سے عشق کی

کوشش میں ہے شرط ابتداء انساں سے
پھر چاہئے مانگنی مدد یزداں سے

جب تک کہ کام نہ دست بازو سے لیا
پائی نہ نجات نوح نے طوفاں سے

محنت ہی کے پھل ہیں یہاں ہر اک دامن میں
محنت ہی کی برکتیں ہیں ہر خرمن میں
موسیٰ کو ملی نہ قوم کی چوپائی
جب تک نہ چرائی بکریاں مدین میں

جو حقیقت ہے اسے قصہ کہانی کہنا
مری فطرت میں نہیں آگ کو پانی کہنا
اب تو لکھ کر بھی مکر جاتے ہیں دنیا والے
پہلے کافی ہوا کرتا تھا زبانی کہنا

دلوں میں آگ لبوں پر گلاب رکھتے ہیں
سب اپنے چہروں پر دوہرے نقاب رکھتے ہیں

بارے دنیا میں رہو غمزدہ یا شاد رہو

ایسا کچھ کر کے چلو یاں کہ بہت یاد رہو

میر ہم مل کے بہت خوش ہوئے تم سے پیارے

اس خرابے میں مری جان تم آباد رہو (میر)

مئولف کی دیگر تالیفات

(۱) منتخب تقاریر۔جلد اول (مطبوعہ)

(۲) مجالس خطیب الامت۔اول ودوم (مطبوعہ)

(۳) لطائف سورۂ یوسف۔اول ودوم (مطبوعہ)

(۴) ملفوظات خطیب الامت۔جلد اول (مطبوعہ)

(۵) ارشادات خطیب الامت۔جلد اول (مطبوعہ)

(۶) بچوں کے لئے احکام ومسائل (مطبوعہ)

(۷) مختصر تذکرہ وتعارف حضرت مولانا یعقوب اشرف صاحب راندیریؒ (مطبوعہ)

(۸) گلدستہ سعید یعنی حضرت مفتی سعید احمد صاحب پالن پوریؒ کا کچھ ذکر خیر (مطبوعہ)

(۹) حمد ونعت کا گلدستہ (مطبوعہ)

(۱۰) میرے محسنین (مطبوعہ)

(۱۱) دل کے احساسات بشکل رباعی (مطبوعہ)

(۱۲) والد مرحوم کا کچھ ذکر خیر (غیر مطبوعہ)

(۱۳) شخصیات (منظوم) (غیر مطبوعہ)

(۱۴) مدرسہ اسلامیہ لاجپور کے دس اساتذۂ کرام کا ذکر خیر (غیر مطبوعہ)